# THE
# SENATE OF PAKISTAN
# DEBATES

*OFFICIAL REPORT*

Tuesday, January 31, 2012
(77th Session)
Volume X, No. 10
(Nos. 10- )

## CONTENTS


| | | Pages |
|---|---|---|
| 1. | Recitation from the Holy Quran……….……………. | 1 |
| 2. | Questions and Answers……………...……………….. | |
| 3. | Leave of Absence…………………..………………… | |
| 4. | Presentation of report of the Privileges Committee on the proposed rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate….…………………………….. | |
| 5. | Privilege Motion presented by Senator Muhammad Zahid Khan…………………………………………… | |
| 6. | Legislative Business: • The Private Power and Infrastructure Board Bill, 2011…………………………………… | |
| 7. | Points of order: | |


*Printed and Published by the Senate Secretariat, Islamabad.*

Volume-X No. 10 SP.X(10)/2012 130

# SENATE OF PAKISTAN

## SENATE DEBATES

Tuesday, January 31, 2012

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at thirty seven minutes past four in the evening with Mr. Chairman (Mr. Farooq Hamid Naek) in the Chair.

----------------

### Recitation from the Holy Quran

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۝١ هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ
يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۗ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝٢ وَّاٰخَرِيْنَ
مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝٣ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝٤

ترجمہ: اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔ جو مخلوقات آسمانوں میں اور جو زمین میں ہے اللہ کی تسبیح کرتی ہے وہ بادشاہ پاک ذات غالب حکمت والا ہے۔ وہی ہے جس نے ان پڑھوں میں ایک رسول انہی میں سے مبعوث فرمایا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت سکھاتا ہے اور بیشک وہ اس سے پہلے صریح گمراہی میں تھے۔ اور دوسروں کے لئے بھی جو ابھی ان سے نہیں ملے اور وہ زبردست حکمت والا ہے۔ یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے اور اللہ بڑا فضل کرنے والا ہے۔

(سورۃ جمعہ: آیات ۱ تا ۴)

جناب چیئرمین: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

Honourable Senators! At the outset it is my pleasure to welcome to the Senate of Pakistan delegation from the Parliament of Germany who is sitting over here. This is being led by Mr. Back, who is an MP from CDU Party, if I am right. Thank you. You can observe the proceedings of the Senate of Pakistan. Thank you. We may now take up questions. Col. Tahir Mashhadi sahib.

(Followed by T02)

T02−31JAN12 UR/AZHAR ER/ZAFAR/ED.Javaid UR1 440 PM

Questions and Answers

Mr. Chairman: We may now take up Questions. Col. Tahir Hussain Mashhadi Sahib.

Q.57

Mr. Chairman: Any supplementary?

Senator Col. R. Tahir Hussain Mashhadi: Sir, I would like to ask the honourable Minister if he could let me know whether FATA is under him. Because last time I heard was that FATA is being controlled by Secretary FATA and they are not answering to the honourable Minister. If he has managed to regain control of that, could he please tell me that how many colleges in the last two years… they are not in millions and billions that the information is still being collected. The answer given is very disappointing. How many colleges, one college, two colleges be coming up? They are not in millions that they are still collecting the thing. Thank you.

Mr. Chairman: Who is the Minister to answer? Engineer Sahib, I think it is Q. No. 57.

آپ نے سوال نہیں سنا؟

Engr. Shauket Ullah: Sir, sorry, I was discussing.

Mr. Chairman: In future please

آپ ذرا سوال پر توجہ دیں۔ کرنل صاحب! ذرا پھر سے سوال کیجیے۔ منسٹر صاحب، پیرزادہ صاحب کے ساتھ گفت و شنید میں مصروف تھے۔

Senator Col. R. Tahir Hussain Mashhadi: Sir, my question to the honourable Minister is that is FATA under him? Because previously the Secretary FATA had taken over FATA and FATA does not report to the Minister and the Minister always claims that I have no control over FATA. The answer is given that information is being collected from FATA secretariat. All I ask was that No. of new colleges being established in FATA. They can't be in millions that the answer is being collected from all over the world.

جناب چیئرمین: جی منسٹر صاحب۔

انجینئر شوکت اللہ: شکریہ جناب چیئرمین! جس طرح honourable Senator Sahib نے کہا ہے کہ FATA Ministry of SAFRON کے تحت ہے۔ میں request کروں گا۔ جو presidential orders ہوئے ۲۰۰۶ء اور ۲۰۰۷ء میں، میرے پاس اس کی ایک کاپی بھی ہے۔ اس کے تحت ان کا اپنا principal accounting officer ہے۔ اس کے تحت وہ کام کرتے ہیں۔ ہمارے اکثر questions late ہو جاتے ہیں۔ اسی کی ایک مثال آج بھی ہے کہ یہ سوال کے بارے میں بھی کہا گیا ہے کہ next time جواب دیں گے۔ میں درخواست کروں گا کہ اسے next rota day پر رکھ لیں۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ On the request of the Minister, the question is put off to the next rota day. Next question. طلحہ محمود صاحب۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: اس question کو آپ next rota day پر لے لیجیے۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: وہ کریں گے۔

جناب چیئرمین: جب وہ جواب ہی نہیں دے سکیں گے تو supplementary کیسے ہوا۔ آپ سنیں تو سہی۔ آپ ذرا reasonable تو ہوں۔ جب وہ جواب ہی نہیں دے سکتے تو supplementary کیسے ہو گا۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: میں ان کے لیے ٹھیک سوال کرتا ہوں اگر آپ مجھے اجازت دیں۔

جناب چیئرمین: میں آپ کو کیسے سمجھاؤں۔ آپ اتنے senior parliamentarian ہیں۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: آپ کی بڑی مہربانی۔ اصل بات یہ ہے the details of new colleges established in FATA by the government during the last two years میں یہ عرض کروں گا کہ ان سے ذرا پوچھ لوں کہ the details of colleges destroyed in FATA in the two years یہ بتا دیں جناب۔

Mr. Chairman: Thank you. Next Question, Talha Mehmood Sahib.

Q. 65

Mr. Chairman: Any supplementary?

Senator Col. R. Tahir Hussain Mashhadi: Is the honourable Minister asking us to believe that there is no case of corruption, misappropriation, fraud or any other social evil in the Ministry of Kashmir Affairs and Gilgit Baltistan.

جناب چیئرمین: جی۔ منسٹر صاحب۔

میاں منظور احمد وٹو: شکریہ جناب چیئرمین! میں معزز سینیٹر طلحہ محمود صاحب کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے میری منسٹری کے بارے میں کوئی سوال دیا ہے۔ Normally میری منسٹری کے بارے میں کوئی سوال نہیں ہوتا۔ میں دیکھتا رہتا ہوں کہ کوئی سوال ہو اور مجھے جواب دینے کا موقع ملے۔

جناب چیئرمین: آپ کو موقع مل گیا۔ اب جواب دیجیے please.

میاں منظور احمد وٹو: میں طلحہ محمود صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: وہ خود تو موجود نہیں ہیں۔ کرنل مشہدی صاحب کا شکریہ ادا کر دیجیے۔ انہوں نے سوال کیا ہے۔

میاں منظور احمد وٹو: پہلا سوال ۶۴ کا جواب موجود ہے۔

جناب چیئرمین: یہ question No. 65 ہے۔

میاں منظور احمد وٹو: یہ ۶۴ ہی ہے۔

جناب چیئرمین: میرے پاس ۶۴ نہیں ہے۔ پتا نہیں آپ لوگ کدھر جا رہے ہیں۔ ۶۴ تو میرے پاس موجود نہیں ہے۔ ۶۵ ہے۔

میاں منظور احمد وٹو: ۶۴ take up ہی نہیں ہوا۔ ۶۴ بھی طلحہ محمود صاحب کا سوال ہے اور میری منسٹری کے متعلق سوال ہے۔

جناب چیئرمین: وہ آج نہیں آیا۔ جو سوال rota day پر لگا ہوا ہے، آپ اس کا جواب دیجیے۔

میاں منظور احمد وٹو: جناب چیئرمین! ۶۵ کا جواب دینے کے لیے میں تیار ہوں۔ اس میں واضح طور پر لکھا ہوا ہے۔

جناب چیئرمین: آپ نے کہا ہے it may be treated as nil.

میاں منظور احمد وٹو: میری ministry میں corruption کا کوئی case نہیں آیا۔ اگر کوئی اور سوال ہے تو میں جواب دینے کے لیے تیار ہوں۔

جناب چیئرمین: Next question S. M. Zafar Sahib. سپلیمنٹری کیجیے۔ Secretary Sahib, why is this not working? Request board (on the seat) is not functioning.

Senator Syad Nayyer Hussain Bokhari: Sir, Minister is not here, he is not well.

Mr. Chairman: Where is Mr. Rehman Malik?

Senator Syad Nayyer Hussain Bokhari: Mr. Rehman Malik has got food poisoning and he is admitted in the hospital.

یہ ابھی ۶۵ پر ہی چل رہا ہے۔ ۶۶ پر تو ابھی آئے نہیں ہیں۔ آج سب کو کیا ہو گیا ہے۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: S. M. Zafar Sahib کا سوال نمبر ۶۶ ہے۔

جناب چیئرمین: بلیدی صاحب نے بیچ میں کہا ہے کہ وہ ۶۵ پر سوال کرنا چاہتے ہیں۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: وہ کر لیں۔ آپ نے ایس ایم ظفر صاحب کا نام لیا تھا۔

جناب چیئرمین: میں نے ان کا نام لیا تھا۔ جی بلیدی صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: وزیر صاحب نے کہا ہے کہ اس بارے میں کوئی complaint رشوت کا کوئی case نہیں ہے۔ میرے خیال میں یہ پاکستان کی پہلی دفعہ ایک تاریخ رقم ہو رہی ہے۔ اس پر ہمیں بالکل اعتماد نہیں ہے کہ محکمہ پاکستان کا ہو۔

جناب چیئرمین: اگر اعتماد نہیں ہے تو کوئی case ہے تو بتلا دیجیے۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: میں سمجھتا ہوں کہ اس کی تحقیق کے لیے خصوصی طور پر کمیٹی کو refer کیا جائے۔ کمیٹی دیکھے کہ یہ جو کہا جا رہا ہے کہ یہ بالکل پاک صاف ہیں۔

جناب چیئرمین: شکریہ بلیدی صاحب۔ آپ کا موقف آ گیا ہے۔ Thank you. Next Question. S. M. Zafar Sahib موجود نہیں ہیں۔ جناب رحمٰن ملک صاحب کو کیا ہوا ہے؟

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: رحمٰن ملک صاحب کو food poisoning ہوئی ہے۔ ایک intimation آئی ہے جو سیکرٹری سینیٹ کو بھی بھیجی ہے۔ مجھے بھی آئی ہے۔ He has got food poisoning and admitted in the Agha Khan Hospital in Karachi اس وجہ سے وہ نہیں آ سکتے تھے۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: جناب چیئرمین! پہلے تو مولانا غفور حیدری صاحب ان کی صحت کے لیے دعا کریں۔ بعد میں یہ جو سوال ہے۔

جناب چیئرمین: Next rota day پر defer کیا گیا۔ Next question پروفیسر خورشید صاحب۔ موجود ہیں؟ نہیں ہیں۔ (جاری)

T03−31JAN2012---ASHFAQ/ED.MUBASHIR---UR5---4.50PM

جناب چیئرمین: یہ سوال next rota day کے لیے defer کیا جاتا ہے۔ Next question پروفیسر خورشید صاحب، پروفیسر خورشید صاحب موجود ہیں؟ موجود نہیں ہیں۔ Next question اسمٰعیل بلیدی صاحب۔ Where is the Minister for Information, سوال کا جواب کون دے گا؟

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: جناب چیئرمین صاحب! میرا سوال ہے، مجھے بات کرنے دیں۔

جناب چیئرمین: آپ ایک منٹ ٹھہریں، مجھے بات کرنے دیں، میں پوچھ لوں، آپ فکر نہ کریں۔

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari (Leader of the Opposition): She is on the way.

Mr. Chairman: She is on the way, we will wait for her, I am putting it up, I am not deferring it. Yes.

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: جناب! آپ question hour کے لیے انتظار کریں اور کہیں کہ she is on the way.

جناب چیئرمین: وہ جیسے ہی آئیں گی، ہم ان کا سوال لے لیں گے، آپ فکر نہ کریں۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: یہ کوئی reason تو نہیں ہے کہ Senate میں وزیر کا انتظار کیا جائے۔

جناب چیئرمین: آپ بتائیں کہ کیا کریں؟ وہ آ رہی ہیں۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: وہ آ رہی ہیں جبکہ چار بجے کا time تھا، اب پانچ بج رہے ہیں، ابھی she is on the way یہ کوئی بات ہے۔

جناب چیئرمین: بلیدی صاحب! آپ next question پوچھ لیں۔

(Question No.125)

Mr. Chairman: Any supplementary?

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: میں نے یہ سوال کیا تھا کہ گزشتہ تین سال کے دوران PIA میں کتنے افراد کو ترقی دی گئی ہے؟ جناب! اگر آپ دیکھیں تو انہوں نے اس میں جو figures دی ہیں، یہ چھوٹے صوبوں کے ساتھ زیادتی ہے اور خاص طور پر بلوچستان سے زیادتی ہے۔ ہم نے کئی دفعہ احمد مختار صاحب سے کہا ہے کہ اگر آپ MD سے Promotion Board کی implement نہیں کرا سکتے تو ان کی meeting بلوچستان والوں سے کرا دیں، ہمارا کوٹا مکمل نہیں ہے۔ جناب! 300 جعلی domiciles ہیں اور اس کے علاوہ ہمارا کوٹا 400 or 300 کم ہے اور ہمارے بلوچستان کے senior لوگوں کی promotion نہیں ہوئی، اس کا کب تک ازالہ کریں گے، یہ بتائیں؟

جناب چیئرمین: جی Minister صاحب۔

چوہدری احمد مختار (وزیر برائے دفاع): شکریہ جناب چیئرمین صاحب۔ میں اپنی پوری کوشش کر رہا ہوں کہ بلوچستان اور گلگت بلتستان جن کو چھوٹے صوبے کہتے ہیں، ان میں کوئی ایسا system لایا جائے جس سے وہاں کے لوگوں کو زیادہ سے زیادہ employment ملے۔ اس کے لیے ان کو we have also been discussing that education levels rather than having a graduate with the 1st division or a graduate with the 3rd should also suffice in that particular job. ساری کوشش اس طرف کی جا رہی ہے جو quotas ہیں، جتنے بھی ہیں، کم ہیں یا زیادہ ہیں، وہ totally achieve کئے جائیں once the quotas are achieved تو اس کے بعد Parliament کے پاس لے کر آئیں کہ quotas کو readjust کیا جائے اور چھوٹے صوبوں بلوچستان اور گلگت بلتستان کے لوگوں کو زیادہ opportunities of employment ملیں۔ بلیدی صاحب نے دیکھا ہو گا کہ جو special seats ہیں، Director from Balochistan for the first time who has come as a Director in PIA which never used to happen but because of this hard work, we have promoted him, we have not over looked him. اس طرح cabin crew میں بھی پچھلے تین سال میں سات

لوگوں کو increments دی گئی ہیں اور ان کے grade کو approve بھی کیا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ with the passage of time یہ مسائل کم سے کم ہوتے جائیں گے۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: یہ ہماری MD کے ساتھ meeting کرائیں اور ہمارے ساتھ ان مسائل پر احمد مختار صاحب بھی بیٹھیں۔

جناب چیئرمین: اس پر کمیٹی بنی ہوئی ہے۔ جی، ظفر علی شاہ صاحب۔

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: شکریہ جناب چیئرمین صاحب۔ Honourable Minister یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ Indus airline شروع ہو گئی ہے، اگر شروع نہیں ہوئی تو کب تک شروع ہو گی؟

جناب چیئرمین: جی، Minister صاحب۔

Ch. Ahmad Mukhtar: Although, it is not a relevant question but I would like to answer it.

ایک کمپنی جس کا نام Indus Airways ہے، انہوں نے proper procedure کے لیے apply کیا، اس application کے بعد it went through the scrutiny of different test, اگر میں آپ کو different test کی scrutiny کے متعلق detail بتاؤں کہ how do we take care of the surety and other elements تو یہ ایک پورا page بن جاتا ہے۔ Indus Airways کے دو Directors ہیں اور ان کا ایک Executive Director ہے، financially, it is a very sound party, it is a very sound party. کسی ایک بندے نے ادھر سے خبر لگائی اگر مجھے پتا ہوتا کہ یہ سوال آنا ہے تو میں ساری detail لے آتا، جس طرح خبریں لگتی ہیں کہ اس میں فریال صاحبہ کا share ہے، that poor lady,, she has gone to the court, اور جس party کو ہم نے permission دی ہے، وہ بھی court چلی گئی ہے کہ ہمارے ساتھ Government زیادتی کر رہی ہے ہمیں license نہیں دے رہی اور فریال بیگم صاحبہ بھی عدالت میں گئی ہیں کہ میرا نام بدنام ہو رہا ہے۔ So, there is nothing except hear say in this whole, Indus Airways owned by different people whose names are on the Board of Directors of Indus Airways. You cannot stop anybody even if I had purchased

میرے دوست کہتے ہیں something or had planned to set up an organization or set up an airways. کہ ہمارا بھی share رکھ لو، I have the powers and authority to bring him also as director. So, آپ کسی کو روک نہیں سکتے کہ ایک بندہ احمد مختار ایک کاروبار شروع کر رہا ہے، اس میں نیر بخاری صاحب نہیں آسکتے، no, as a private intervene he can come تو I think ناجائز propaganda ہوا ہے اور یہ آہستہ آہستہ لوگوں کے ذہنوں سے نکل جائے گا۔

جناب چیئرمین: آپ کا شکریہ۔ زاہد خان صاحب۔

سینیٹر محمد زاہد خان: جناب چیئرمین صاحب! میرا honourable Minister صاحب سے یہ سوال ہے کہ اس میں جو promotion کا quota دیا گیا ہے، اس میں آزاد کشمیر اور گلگت بلتستان بھی ہے لیکن بد قسمتی سے FATA جہاں گولیاں چل رہی ہیں، ہم 35 سال سے اس کے حصے کے dollar کھا رہے ہیں، اس کا کوئی ایک بھی نہیں ہے، کیا یہ FATA والوں کے ناانصافی نہیں ہے کہ اس کا PIA میں نام ہی نہیں ہے، یہ بتائیں کہ یہ ناانصافی کیوں ہے اور اس کا ازالہ کریں گے یا نہیں کریں گے؟

جناب چیئرمین: جی Minister صاحب۔

چوہدری احمد مختار: آپ دیکھیں کہ سب نے مل بیٹھ کر اس کا ازالہ کرنا ہے کہ کب تک consider کرنا ہے کہ FATA area کی special strength ہو۔ جناب! FATA area is very fast developing, people are getting an education over there, they are living in their own areas and going to different places to set up industries to work and they are competing all walks of life. So, give them a special attention at this time would actually be regarding the pace in which they are going towards promotion in life. I do not think, I personally don't think that ہمیں اسی نظریے سے سوچنا چاہیئے کہ یہ بلتستان ہے تو یہ backward area ہے اور یہ FATA backward area ہے۔ آپ جو constitutional changes لے کر آئے ہیں، وہی ساری reflect کرتی ہیں اور آہستہ آہستہ جو بھی changes with requirements یہ shortcoming ختم ہو جائیں گی۔

جناب چیئرمین: مشاہد اللہ صاحب۔

سینیٹر مشاہد اللہ خان: جناب! میں صرف یہ پوچھنا چاہ رہا تھا کہ یہ Indus airline کے بارے میں فرما رہے تھے، میری اطلاع کے مطابق اس میں definitely فریال تالپور صاحبہ کا کوئی تعلق نہیں ہے لیکن میں ان سے صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کسی انور مجید نامی شخص کا Indus airline سے تعلق ہے۔

جناب چیئرمین: جی۔

چوہدری احمد مختار: جناب! کسی انور مجید کا اس سے کوئی تعلق، واسطہ نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے، thank you.

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: 157 لوگوں میں سے ہمارے تین لوگوں کی promotion ہوئی ہے، 157 لوگ دو سال میں promote ہوئے ہیں اور بلوچستان کے only تین لوگ ہیں، 1500 کی promotion ہوئی ہے لیکن ہمارے 26 لوگ ہیں۔ یہ زیادتی ہے، آپ ruling دیں کہ یہ ہمارے meeting کریں۔

جناب چیئرمین: آپ ایسا کریں کہ question No.124 پوچھ لیں کہ Minister صاحبہ آگئی ہیں۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: نہیں، آپ ruling دیں اور ان کو بتا دیں۔

جناب چیئرمین: اس کی کمیٹی بنی ہوئی ہے اور میں پہلے ruling دے چکا ہوں کہ کمیٹی بنی ہوئی ہے، committee should look into it. جی، اب آپ question No.124 کریں جو ہم نے چھوڑ دیا تھا کیونکہ اب Minister صاحبہ آگئی ہیں۔

(Question No.124)

جناب چیئرمین: آپ کا کوئی supplementary ہے تو پوچھ لیجیئے؟

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: میرا supplementary سوال اس لیے نہیں ہے کہ وہ مصروف تھیں اور late آئیں۔

جناب چیئرمین: بلیدی صاحب! آپ بھی کبھی کبھی نہیں ہوتے، کوئی اور آپ کا سوال کرتا ہے، کبھی سوال کو defer کر دیتے ہیں جب آپ نہیں ہوتے۔ اب وہ آگئی ہیں، آپ سوال پوچھ لیں۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: اچھا ٹھیک ہے، میں سوال کرتا ہوں جو ان سے related ہے کہ Minister صاحبہ بڑی مہربان اور hard working ہیں۔ مکران میں Radio Pakistan کا ایک project ہے، انہوں نے promise کیا تھا، ہم اس کا افتتاح کریں گے اور تین چار دفعہ انہوں نے DG Radio Pakistan کو order بھی دیا ہے کہ ان پوسٹوں کو advertise کریں۔ انہوں نے ان پوسٹوں کی advertisement کے لیے ستمبر کا آخری ہفتہ مقرر کیا تھا، اب فروری ہے تو میں Minister صاحبہ سے کہتا ہوں کہ اگر آپ اپنے orders کو implement نہیں کرا سکتیں تو پھر ہم وزیر اعظم کے پاس جائیں گے اور جو اختیارات کم ہیں، وہ دلوائیں گے، ذرا یہ بتائیں کہ opening کے لیے اس مہینے کے آخر تک یہ تیار ہیں۔

جناب چیئرمین: آج مہینے کا آخری دن ہے۔

آگے_________T04

T04–31JAN2012 FURQAN[ED.ALTAF] 05.00P.M. ER8

جناب چیئرمین: آج تو مہینے کا آخری دن ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمعیل بلیدی: نہیں، نہیں فروری کی بات کر رہا ہوں۔

جناب چیئرمین: فروری تو ابھی شروع ہی نہیں ہوا۔ جی منسٹر صاحبہ۔

ڈاکٹر فردوس عاشق اعوان (وفاقی وزیر اطلاعات و نشریات): شکریہ، جناب چیئرمین! سب سے پہلے تو میں معذرت خواہ ہوں کہ میں لیٹ پہنچی کیونکہ گاڑی سے اترنے کے بعد مجھ پر میڈیا کی یلغار ہوتی ہے۔ سوال PTV کا ہے اور honourable member صاحب ریڈیو کا پوچھنا چاہتے ہیں۔ میں ان کا احترام کرتے ہوئے عرض کروں گی کہ یقیناً تربت میں ریڈیو پاکستان نے ایک transmitter لگایا، اس میں بلیدی صاحب کی کاوشیں بہت اہم تھیں، انہوں نے بھرپور کوشش کی کہ پہاڑوں پر رہنے والی عوام تک پاکستان کے overall issues پہنچیں۔ میری ان سے commitment ہے، آج میری چیف منسٹر بلوچستان سے بات ہوئی کیونکہ آپ تربت میں ایک new history لکھنے جا رہے ہیں تو اس transmitter کا افتتاح کرنے کے لیے میں چاہتی ہوں کے چیف منسٹر بلوچستان بھی میرے ساتھ ہوں۔ انہوں نے کہا ہے کہ 5 فروری کے بعد کی کوئی تاریخ رکھ لیں، میں ان کے ساتھ بیٹھ کر final date کرلوں گی۔

جہاں تک یہ posts کے بارے میں کہہ رہے ہیں کہ advertise کریں تو پورے ہاؤس کو معلوم ہے کہ new appointments پر ban لگاہوا ہے۔ ہم نے Prime Minister صاحب اور Establishment سے request کی ہوئی ہے کہ ہمیں NOC دیں تاکہ ہم ان posts کو advertise کریں لیکن for the time being ہمارے پاس اس وقت جو available staff ہے، جو Quetta based ہے ان کو adjust کر کے ان کے transmitter کو ضرور چلائیں گے کیونکہ ان کا یہ الوداعی سوال ہے اور ہم honourable طریقے سے ان کے تمام issues and grievances کو address کریں گے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی بلیدی صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ جو آپ نے کہا کہ posts کے لیے Establishment سے NOC مانگا ہے، یہ provincial posts ہیں، وہ خود بھی مانتے ہیں کہ اس میں ان کی کوئی involvement نہیں ہے۔ آپ کل ہمارے ساتھ میٹنگ کریں اور انہیں کہیں کہ اسے advertise کریں، یہ project کی approved posts ہیں، اس میں کسی file work کی ضرورت نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ ہارون صاحب سوال کیجیئے۔

سینیٹر ہارون خان: شکریہ، جناب چیئرمین! میرا منسٹر صاحبہ سے سوال ہے کہ انہوں نے دو سالوں میں جو medical bills show کیے ہیں وہ تقریباً 35,36 کروڑ کے ہیں۔ کیا یہ اندازاً بتا سکتی ہیں کہ یہ کتنے employees کے لیے ہیں؟

جناب چیئرمین: جی منسٹر صاحبہ۔

ڈاکٹر فردوس عاشق اعوان: جناب چیئرمین! پاکستان ٹیلی ویژن کے تقریباً 4600 regular employees ہیں جو اس وقت PTV کے مختلف stations پر کام کر رہے ہیں۔ Almost 600 کے قریب pensioners ہیں، as per PTV rules جو recruitment policy ہے اس میں ان کو medical bill fully cover کرنا ہے، یہ unlimited ہے، اس میں dependents بھی شامل ہیں اور خود وہ employees as بھی شامل ہے۔ اگر وہ panel کا جاننا چاہتے ہیں تو لسٹ ہم نے دی ہوئی ہے، اس کے ساتھ Medical Officer, Doctors attach ہیں، جس medical stores سے وہ دوا لینے کے entitled ہیں وہ ہم نے annexure میں

دیا ہوا ہے۔ یقیناً یہ وہی پالیسی ہے جو کسی بھی autonomous organization میں practice ہوتی ہے، PTV بھی انہی rules and procedures کو follow کرتے ہوئے یہ support extend کر رہا ہے۔

سینیٹر ہارون خان: جناب چیئرمین! میرا سوال یہ ہے کہ سال میں تقریباً average Rs. 70000/= per employee پڑتا ہے? and the honourable Minister think that this is justified, is it fair یہ مجھے زیادہ لگتا ہے، اگر آپ کے تقریباً 5000 employees ہیں اور آپ 35 کروڑ خرچ رہے ہیں تو 70 ہزار per employee خرچا ہے۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ جی منسٹر صاحبہ۔

ڈاکٹر فردوس عاشق اعوان: جناب چیئرمین! honourable member کو آپ کے توسط سے یہ بتانا چاہتی ہوں کہ یہ ایک ممبر کو count کر رہے ہیں، ممبر کو count نہیں کرتے، اس کی family کو count کرتے ہیں۔ جب family کو count کرتے ہیں تو average Rs. 1300/= per dependent خرچا آتا ہے۔ ہم نے اس کے لیے exercise کی تھی کہ کیا initiative لیے جائیں کہ ہم check and balances کے ذریعے اس کو اور نیچے لائیں۔ اس کے لیے میں نے propose کیا تھا کہ ہم health insurance کی طرف چلے جائیں اور ان employees کو health insurance کا option دیں۔ اس میں concern یہ آیا تھا کہ جو بھی انشورنس کمپنی ہے وہ صرف emergency services کو insure کرتی ہے، out door facilities کو insure نہیں کرتی، جس کی وجہ سے out door facility block ہوتی ہے۔ ہم نے جب overall cost evaluate کی تو وہ اس سے کہیں زیادہ تھی، اس لیے اس کو ہم اس کی institutional ratification سے curtail only through check and balance کر سکتے ہیں، وہ تمام stores یا ادارے جو ہم نے attachment پر لیے ان کو اور زیادہ بہتر طریقے سے regulate کر کے ایک accountability effective mechanism سے اس کو کم کیا جا سکتا ہے۔ .Health Insurance is not a viable option.

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی ظفر علی شاہ صاحب۔

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: جناب چیئرمین! میں معزز رکن ہارون صاحب کی بات کو آگے بڑھتا ہوں کہ یہ سوال دو سال کے بارے میں کیا گیا تھا، تقریباً 35 کروڑ ایک سال کا ہے اور تقریباً ساڑھے پینتیس کروڑ دوسرے سال کا ہے۔ میں صرف یہ پوچھنا چاہتا

ہوں کہ یہ جو سارے PTV کے employees تھے، اللہ تعالیٰ ان کو صحت دے۔ کیا یہ سارے کے سارے کینسر کے مریض تھے اور ان سب کا بیرون ملک علاج ہوا ہے؟

جناب چیئرمین: جی منسٹر صاحبہ۔

ڈاکٹر فردوس عاشق اعوان: جناب! جب ہم نے average calculate کی تھی تو five members of a family, including dependent, تو اس کو جب ہم multiply کرتے ہیں تو almost Rs. 1300/= per employee پورے سال کا بجٹ آتا ہے۔ اس میں کینسر کے اور ہارٹ کے patients شامل ہیں اور اس میں general ailment بھی شامل ہے، overall کوئی بھی ایسا case جو certified hospital سے recommend ہو کر PTV Administration کے پاس آتا ہے تو we are bound to pay that bill. اس میں ہم نے کچھ check and balance شروع کیا ہے اور جس کے تحت یہ curtail ہوا ہے۔ اگر آپ پچھلے دو سال کا نکالیں تو وہ اس سے زیادہ ہے، ہم اس کو آہستہ آہستہ نیچے لا رہے ہیں۔ Out door کے لیے PTV میں ایک فارمیسی قائم کرنے کے لیے thought process چل رہا ہے۔ آپ کو پتا ہے کہ ہر ادارے میں loop holes ہوتے ہیں، ہم نے ان کو address کرنا ہے، ہم step by step alternative دیں گے تو پھر آپ اس کو curtail کریں گے۔ اس کے لیے کوششیں جاری ہیں، اگر ان کے ذہن میں اس کو بہتر کرنے کے لیے کوئی اور تجویز ہے تو I can sit with them, اس پر ہم implement کرنے کے لیے تیار ہیں۔

جناب چیئرمین: جناب زاہد خان صاحب۔

سینیٹر محمد زاہد خان: جناب چیئرمین! honourable Minister صاحبہ نے ایک تو انہوں نے 2010-11 میں Provisional میں 35 کروڑ کا ذکر کیا ہے۔ کیا اس میں مزید increase ہو سکتا ہے؟

دوسرے انہوں نے بتایا کہ 1300/= per head ہے۔ کیا ان کے پاس جو 5 ہزار ملازمین ہیں ان کے گھر کے جتنے فرد ہیں ان کا سارا data ان کے پاس موجود ہے؟

جناب چیئرمین: جی منسٹر صاحبہ۔

ڈاکٹر فردوس عاشق اعوان: جناب چیئرمین! PTV کی جو basic recruitment policy ہے، اس میں بڑا clearly mention ہے کہ ہر employee جب وہ PTV کا حصہ بنتا ہے تو اسے اپنے family members declare کرنے ہوتے ہیں، اسے اپنے نمبر کے ساتھ رجسٹر کرنا ہوتا ہے کہ اس کے dependents کتنے ہیں اور اگر اس میں addition ہوتا ہے تو وہ بھی اسی پالیسی کے تحت add up ہوتا رہتا ہے۔ اس کے لیے میں نے ایک rough گزارش کی ہے اور وہ انہی figures کی base پر کی ہے جو PTV کے پاس available ہیں، as per their family dependents data.

یہ جو ہم نے provisional figure دی ہے چونکہ آپ نے 2010-11 کی مانگی ہے تو of course 31st December کو ہمیں 2010-11 کے جو bills submit ہوئے، اب ہم نے ان bills کی scrutiny کرنی ہے، verification کرنی ہے اور after rectification ہم نے ان کی payment کرنی ہے۔ So that's the reason تو اس میں کم از کم ایک دو ماہ کا gap آجاتا ہے، اس میں جو pendency ہوتی ہے تو اسے provisional figure کے طور use کیا گیا ہے۔ اگر وہ accurate چاہتے ہیں تو after few weeks I can submit it.

جناب چیئرمین: جی حاجی عدیل صاحب۔

(آگے T05)

T05-31JAN2012....................FANI\ED(A.Rauf)...........................5.10PM.............UR12

سینیٹر حاجی محمد عدیل: شکریہ جناب چیئرمین! آپ کی وساطت سے محترمہ وزیر صاحبہ سے پتا کرنا ہے کہ دو سال میں تقریباً سات سو دس بلین روپے کی خریداری ہوئی ہے۔ یہ big purchase ہے اس پر ان کو کتنا discount ملتا ہے یا wholesale prices پر یہ خریدتے ہیں۔ wholesale prices کتنے فیصد کم پر خریدتے ہیں یا وہ retail price پر خریدتے ہیں۔ چونکہ یہ سات سو دس بلین روپے تو بہت زیادہ ہیں۔ اگر میں بازار سے دوا خریدتا ہوں تو مجھے دس سے پندرہ فیصد کم قیمت پر مل جاتی ہے۔

جناب چیئرمین: جی منسٹر صاحبہ۔ Last question ہے۔ we come to the next question after this.

ڈاکٹر فردوس عاشق اعوان(وفاقی وزیر برائے اطلاعات و نشریات):اس میں basically آپ کے جو renowned medical stores ہیں overall ہر شہر میں ان کی PTV کے ساتھ enlistment کا ایک criterion ہے۔ ہر سٹور PTV کے ساتھ enlist نہیں ہوسکتا۔ اسی طرح ہر ایک ہسپتال enlist نہیں ہوسکتا۔ اس کے لیے ایک کمیٹی بنی ہوئی ہے اور وہ کمیٹی طے کرتی ہے کہ کس مد میں کس ailment کے لیے ہمارا میڈیکل آفیسر کہاں refer کرے گا۔انہوں نے جو purchase کے بارے میں کہا ہے کہ whole sale, of course کہ اس پر discount ہے اور ہم whole sale price لیتے ہیں Market rate or retail price ہم afford نہیں کرسکتے اور نہ ہی ہم لیتے ہیں۔ اس میں کوشش یہ کی جاتی ہے کہ standard meet کیا جائے sub-standard or spurious medicines ادویات نہ خریدی جائیں چونکہ ابھی حال میں ایک scandal پنجاب حکومت کا آپ کے سامنے ہے۔کوشش ہوتی ہے کہ جو medical parameters ہیں health standard ہے ان کو obey کرتے ہوئے ensure کیا جائے کہ جو دوائی لینے والے ہیں ان کی credibility اور جو بیچنے والا ہو اس کی credibility ہمیں پتا ہو تا کہ وہ credibility, parameters کو ensure کرنے کے بعد وہ bill ان کو دئیے جاتے ہیں اور اس کے لیے جو آپ کی purchase committee ہے یا direct scrutinizing committee وہ ایک proper set up ہے اگر یہ detail چاہتے ہیں تو I can submit اور اگر اس کو دیکھنا چاہتے ہیں تو PTV میں آ کر اس کو دیکھ سکتے ہیں ہم ان کو خوش آمدید کہتے ہیں۔

جناب چیئرمین: جی حاجی صاحب! آپ کا موقف آگیا ہے جی۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: میں نے سادہ سا سوال کیا تھا اور انہوں نے بڑی تفصیل سے جواب دیا ہے۔ میں نے پوچھا تھا کہ آپ wholesale پر خریدتے ہیں یا retail price پر تو wholesale میں کتنے فیصد کم پر خریدتے ہیں۔ یہ بتانا تھا۔

جناب چیئرمین: انہوں نے اس کے بارے میں بات کرلی ہے۔دیکھیں جی بہت سی چیزیں دیکھنی ہوتی ہیں۔ next question Hafiz Rashid Sahib. سوال نمبر پڑھ لیجیئے۔

سینیٹر حافظ رشید احمد: سوال نمبر ۱۲۶۔

Mr. Chairman: Any supplementary?

Senator Hafiz Rashid Ahmed: No sir.

Mr. Chairman: Thank you. Next question Hafiz Rashid Sahib.

سینیٹر حافظ رشید احمد: سوال نمبر ۱۲۷۔

Mr. Chairman: Any supplementary please.

Senator Hafiz Rashid Ahmed: No sir.

جناب چیئرمین: اگلا سوال بھی آپ کا ہے۔ سوال نمبر پڑھ لیں۔

سینیٹر حافظ رشید احمد: سوال نمبر ۱۲۸۔

Mr. Chairman: Any supplementary?

Senator Hafiz Rashid Ahmed: No sir.

Mr. Chairman: Next question Talha Mehmood Sahib. Yes Haji Sahib.

سینیٹر حاجی محمد عدیل: ان میں بعض سوالات کے جوابات ہی نہیں ملے ہیں۔

جناب چیئرمین: وزیر صاحب تو آپ کے ساتھ ہی بیٹھے ہوئے ہیں۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: وہ اس طرح تو نہیں بتاتے۔ وہ کہتے ہیں کہ آ کر کھانا میرے ساتھ کھا لو تو پھر بتاؤں گا۔ عرض یہ ہے کہ یہ ایک ادارہ بنا ہوا ہے اور گورنر صاحب نے صدر صاحب کے حکم پر FATA Development Authority بنائی ہے، اس کے مختلف ادارے بنائے ہیں۔ اس سے پہلے جب نجم الدین صاحب وزیر تھے وہ بھی یہ رونا روتے تھے کہ مجھے کوئی جواب نہیں دیتا، میری کوئی بات نہیں سنتا۔ شاید ان کے ساتھ بھی یہی حشر ہو رہا ہے۔ ان سوالات کے جوابات مکمل ہی نہیں ہیں۔

جناب چیئرمین: جی منسٹر صاحب۔

انجنئیر شوکت اللہ: شکریہ جناب چیئرمین۔ یہ دو سوال ایسے ہیں کہ ان کے جواب نہیں ہیں باقی سوالات کے جواب ہیں۔یہی بات پہلے وزیر صاحب بھی کہتے رہے اور یہ ایک صدارتی حکم کے تحت 7-2006 میں فاٹا کے اختیارات فاٹا سیکرٹریٹ کو منتقل کیے گئے ہیں۔ ہم صرف یہاں سوالوں کے جواب ہی دیتے ہیں باقی ان پر ہمارا کوئی hold نہیں ہے۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: یہ تو بڑی عجیب سی بات ہے۔ یہ تو اپنی ناکامی کا اعتراف کر رہے ہیں۔پہلے نجم الدین خان بھی یہی کہتے تھے کہ میرا کوئی اختیار نہیں ہے اور یہ بھی یہی کہتے ہیں تو پھر یا تو اس وزارت کو ختم کریں یا اس ادارے کو ختم کریں۔

جناب چیئرمین: آپ وزیراعظم صاحب سے اس موضوع پر بات کریں یا صدر صاحب سے بات کریں۔

انجنئیر شوکت اللہ: یہ Presidential Order ہے اگر آپ کہتے ہیں تو میں آپ کو اس کی copy دے دیتا ہوں۔

جناب چیئرمین: مجھے دیجیئے گا let me have a look at it.

سینیٹر حاجی محمد عدیل: پھر یہ معاملہ pending ہی رہے گا۔ان کی بے اختیاری کا معاملہ اسی طرح رہے گا۔

جناب چیئرمین: اس کو دیکھ لیتے ہیں اور پھر اس کے مطابق کچھ کرتے ہیں۔مجھے اس کی کاپی دے دیں۔طلحہ محمود صاحب موجود ہیں۔ نہیں ہیں۔وزیر داخلہ بھی آج بیمار ہیں تو یہ سوال ہم next rota day پر ڈال دیتے ہیں۔اگلا سوال طاہر حسین مشہدی صاحب۔سوال نمبر پڑھ لیجیئے۔

سینیٹر کرنل (ریٹائرڈ) سید طاہر حسین مشہدی: سوال نمبر ۱۳۰۔

Mr. Chairman: Any supplementary?

Senator Col. (Retd.) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Yes please. Sir, I will like to ask the honourable Minister that although she being a very dynamic Minister, she might make a difference by taking over this Ministry. Could she kindly explain to me that after spending millions of rupees what improvement has she brought about by means of this travelling abroad

سیر سپاٹے کرکے اور ڈالرز ہی ڈالرز خرچ کرکے آگئے ہیں تو میں پوچھتا ہوں کہ

What visible improvement has she done to Radio Pakistan and what benefit to the people of Pakistan has occurred after all this expenditure? Thank you very much.

**جناب چیئرمین:** جی منسٹر صاحبہ۔

**ڈاکٹر فردوس عاشق اعوان:** جناب چیئرمین! آپ کو پتا ہے کہ ریڈیو پاکستان it is a mother of all other media in Pakistan آپ کو پتا ہے کہ پاکستان بنتے ہوئے سب سے پہلا جو پاکستان کے قیام کا اعلان ہوا تھا وہ ریڈیو پاکستان سے ہوا تھا اور ریڈیو پاکستان کا اپنا ایک علیحدہ سے تشخص اور وقار ہے۔ ریڈیو پاکستان کے بارے میں یقیناً اس سے پہلے اجلاس میں بھی میرے محترم colleague کی طرف سے آیا تھا کہ جو staff ہے وہ کیوں international visit پر جاتا ہے اور اس پر ہم لاکھوں ڈالر خرچ کرتے ہیں تو اس وقت بھی میں نے یہی گزارش کی تھی اور ایک مرتبہ پھر وہی humble submission ہے کہ یہ سارے mandatory trips ہیں۔ آپ کے وزیراعظم صاحب ہوں، آپ کے صدر صاحب ہوں یا کوئی بھی Head of the State آپ کے ملک میں وہ تمام ذمہ داریاں جو اس ادارے کے ساتھ attach کرکے expect کرتا ہے کہ یہ وہاں ان dignitaries کے ساتھ part and parcel جائیں وہ اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے کے لیے وہاں جاتے ہیں۔ کوئی بھی ایسا trip ان میں ایسا نہیں ہے جس میں ہمارے office bearers گئے ہوں اور وہ pleasure trip ہو۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ ہمارا چونکہ ایک trend بن چکا ہے اداروں کے افسران کا کہ وہ جس assignment پر جاتے ہیں اس assignment کے علاوہ وہ pleasure کی تلاش کیسے اور کس طرح کرلیتے ہیں لیکن ہمارا مقصد انہیں pleasure trip پر بھیجنا نہیں ہوتا۔ ہم ان کو قومی ذمہ داریوں کی ادائیگی کے لیے ایک tool کے طور پر بھیجتے ہیں اور یہ جتنے افسران گئے ہیں اسی ذمہ داری کی ادائیگی کے لیے گئے ہیں۔

**جناب چیئرمین:** اگلا سوال ایس ایم ظفر صاحب۔ وہ موجود نہیں ہیں ۔وزیر صاحب بھی بیمار ہیں اس کو بھی next rota day پر ڈالتے ہیں۔اگلا سوال اسمٰعیل بلیدی صاحب۔ یہ بھی next rota day پر ڈالتے ہیں کیونکہ وزیر صاحب بیمار ہیں۔اگلا سوال طلحہ محمود صاحب۔.Anyone on his behalf جی۔

(اس موقع پر ڈیسک بجائے گئے)

Mr. Chairman: It is my pleasure to welcome to the Senate of Pakistan Mr. Fazal Hadi Muslimyar, President of Mashrano Jirga and his delegation from the brotherly neighbouring country Afghanistan. This high power delegation is visiting Pakistan to interact with brother Parliamentarians for further improving the bonds of friendship that exist from time immemorial. The hiccups in the relations during the last couple of years have eased with realization on both sides of the border that peace in one country is a harbinger of peace and well-being in the other. The credit for all this change of heart goes to the top leadership of both the countries most specifically President Asif Ali Zardari and President Hamid Karzai. I would request all the members of this august House to give the honourable guests a standing ovation.

(تمام ممبران نے کھڑے ہو کر ڈیسک بجائے)

جناب چیئرمین: شکریہ۔ طلحہ محمود صاحب موجود نہیں ہیں تو ایسا کرتے ہیں کہ حافظ رشید صاحب یہ سوال نمبر پڑھ لیجیئے۔

سینیٹر حافظ رشید احمد: کون سا سوال ہے۔

جناب چیئرمین: بلیدی صاحب نے پڑھ لیا ہے۔ Answer taken as read. Next question Begum Najma Hameed Sahiba موجود ہیں۔ جی چٹھہ صاحب on his behalf سوال نمبر پڑھ لیجیئے۔

آگے جاری---------------------------T06

T06-31Jan2012 ER5/Rafaqat Waheed/Ed: Abdul Rauf 5:20 pm

Mr. Chairman: Next question Begum Najma Hameed sahiba. On her behalf, Haroon sahib.

Question No.133

Mr. Chairman: Any supplementary?

سینیٹر ہارون خان: منسٹر صاحب سے میرا سوال ہے کہ ایک بہت بڑا مارکیٹنگ ڈیپارٹمنٹ انہوں نے بنایا ہے جس میں Executive Director بھی ہیں MP-II Scale میں، ڈپٹی ڈائریکٹر ہیں، اسسٹنٹ ڈائریکٹر ہیں، وہ کیسی مارکیٹنگ ہے کہ پانچ سو ٹرینیں تھیں جو کم ہو کر اب 90 trains رہ گئی ہیں، وہ مارکیٹنگ ڈیپارٹمنٹ کیا کر رہا ہے؟

جناب چیئرمین: جی منسٹر صاحب۔

حاجی غلام احمد بلور (وفاقی وزیرِ ریلوے): جناب! یہ ان ہی کی حکومت نے بنایا تھا، ہم نے نہیں بنایا۔ بات یہ ہے کہ اس ڈیپارٹمنٹ نے کافی کام کیا ہے۔ انہوں نے پچھلے دس سالوں میں 500 ملین سے زیادہ کمایا۔ اس کے علاوہ انہوں نے 300 ملین کا ایک دوسرا project بھی کیا ہے۔ اس پر جو total خرچ آیا ہے، وہ دس سالوں میں تقریباً دس کروڑ روپے ہے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ اگلا سوال۔ بیگم نجمہ حمید صاحبہ۔ چٹھہ صاحب سوال نمبر پڑھ لیجیے۔

Question No.134

Mr. Chairman: Any supplementary?

سینیٹر نعیم حسین چٹھہ: جناب! اس میں پوچھا گیا ہے کہ اخبارات، رسائل اور ٹی وی چینلوں کو جاری ہونے والے سرکاری اشتہارات کی سال وار تفصیل کیا ہے اور ان کے اجراء کے لیے طریقہ کار اور معیار کیا ہے۔ میں آپ کی وساطت سے محترمہ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ بہت سارے اخبارات اور ٹی وی چینلز سوائے ads دینے کے اور کوئی کام نہیں کرتے۔ اگر ایک ڈرامہ ساٹھ منٹ کا ہے تو اس میں پچاس منٹ ads چلتے ہیں۔ کئی چینلز بالکل خالی ہوتے ہیں۔ اسی طرح بہت سارے اخبارات کا پہلا اور آخری صفحہ اشتہارات سے بھرا ہوتا ہے جبکہ خبر کوئی نہیں ہوتی۔ دوسری طرف بہت سے اخبارات جو اِن کے منظورِ نظر نہیں ہوتے، یہ ان کو کیوں promote نہیں کرتے، انہیں بھی چلنے یا سامنے آنے کا موقع کیوں نہیں دیتے؟ اِن کا معیار یکطرفہ کیوں ہے؟ یہ معاملہ fair کیوں نہیں ہے اور سب کو مساوی اشتہارات کیوں نہیں دیے جاتے؟

جناب چیئرمین: جی منسٹر صاحبہ۔

محترمہ فردوس عاشق اعوان (وفاقی وزیرِ اطلاعات و نشریات): جناب! میرے honourable colleague کے سوال کے دو points ہیں۔ ایک تو یہ الیکٹرانک میڈیا میں advertisement policy کی violation کی بات کر رہے ہیں۔ ایڈورٹائزمنٹ پالیسی

overall کے contents جو اور parameters ہیں، ایک channel owner لائسنس sign کرتے ہوئے انہیں own کرتا ہے۔ اس کے بعد جب وہ اس کی violation کرتا ہے تو ہمارا کام as PEMRA یہ ہے کہ ہم ان violations کو point out کر کے انہیں enforce کریں تاکہ ہماری پالیسی properly implement ہو۔ بد قسمتی سے recently ایک trend چل پڑا ہے کہ الیکٹرانک چینلز میں code of conduct کی جو violation ہوتی ہے، جو contents اور parameters کی violation ہوتی ہے، جو overall PEMRA rules کی violation ہوتی ہے تو جن کو بھی ہم نے شوکاز جاری کیا، وہ سب ہمارے معزز چینل مالکان عدالتوں میں چلے گئے ہیں۔ ان کے cases عدالتوں میں pending ہیں۔ حال ہی میں PEMRA کی میٹنگ میں، Standing Committee of the Parliament نے ان معاملات کو take up کیا۔ ان تمام pendencies in courts پر ہم expedite کرنے کے لیے PEMRA کو ہدایات دے رہے ہیں کہ وہ case to case ہر چینل کو personally engage کریں اور عدالتوں کے ساتھ اس process کو expedite کر کے ensure کریں کہ ان violations کو روکا جائے۔

دوسری بات، پرنٹ میڈیا میں advertisement policy میں discrimination کی بات کی گئی۔ میں ان کی سوچ کے ساتھ متفق نہیں ہوں۔ جن ads کی یہ بات کر رہے ہیں، ان میں صوبائی ads بھی ہوتی ہیں اور وفاقی حکومت کی ads بھی ہوتی ہیں۔ مختلف اخبارات میں جو ads آ رہی ہوتی ہیں، ضروری نہیں کہ وہ وفاقی حکومت کی ہی ads ہوں۔ آدھے آدھے page کے اشتہارات زیادہ تر صوبائی حکومتوں کی طرف سے آتے ہیں۔ وفاقی حکومت کے جو advertisement policy کے parameters ہیں، وہ ایک process ہے، ایک طریقہ کار ہے، rules and procedure ہیں جن کے تحت وہ advertisement policy طے ہوتی ہے اور ان کو based on their circulation اشتہارات جاری ہوتے ہیں۔ جو ہماری media list پر اخبارات ہوتے ہیں، circulation اور overall market value کو base کرتے ہوئے، ان کو اشتہارات دیے جاتے ہیں۔ یہ واحد حکومت ہے جس نے کسی اخبار کے اشتہارات discrimination base پر بند نہیں کیے اور unanimously and across the board ہر اخبار کے ساتھ ہمارا یکساں سلوک ہے۔ اگر کہیں violation ہے تو میرے بھائی point out کریں۔ I would love to answer that.

جناب چیئرمین: ہمایوں صاحب۔

سینیٹر محمد ہمایوں خان: شکریہ جناب۔ آپ کے نوٹس میں بھی آیا ہوگا اور میں منسٹر صاحب کے نوٹس میں بھی لاؤں گا کہ پچھلے دنوں سماء ٹی وی پر ایک morning show ہوا تھا جس میں اس channel کے لوگ کراچی کے ایک پارک میں گئے تھے، وہاں لوگوں کو harass کیا تھا اور پیچھے پڑ گئے تھے جو کہ privacy laws کے بھی خلاف ہے اور journalism کے ethics and values کے بھی خلاف ہے۔ کیا یہ معاملہ منسٹر صاحبہ کے knowledge میں ہے؟ چینل والوں نے تو خیر ان کو فارغ کیا ہے لیکن PEMRA اس طرح کے واقعات کی future میں روک تھام کے لیے کیا کر رہی ہے؟

جناب چیئرمین: جی منسٹر صاحبہ۔

محترمہ فردوس عاشق اعوان: یہ ایک بہت اہم سوال ہے۔ ہمارے معزز ممبر کی طرح پاکستان کے ہر شہری کا یہ concern ہے کہ الیکٹرانک چینلز کو ذمہ دارانہ role میں کیسے engage کیا جائے۔ ایسے واقعات جن کا انہوں نے ذکر کیا، کسی ایک چینل کے ساتھ specific نہیں ہیں۔ بہت سے ایسے واقعات آپ کی اور ہماری نظروں سے گزرتے ہیں جہاں ethics, personal privacy and personal rights کو violate کیا جاتا ہے۔ جناب! اس کے لیے ایک ہی mechanism ہے کہ rule of law کو ensure کیا جائے اور PEMRA rules کو properly implement کیا جائے۔ ہم نے ان کی implemention کے لیے ہر صوبے میں ایک Council of Complaints قائم کی ہے۔ اس Council کے ذریعے ایک effective regulatory mechanism through PEMRA ہم ensure کر رہے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ Pakistan Broadcasting Association جو الیکٹرانک میڈیا کو represent کرتی ہے، ان کے ساتھ ہم مسلسل consultation میں ہیں کہ جو code of conduct طے کیا گیا ہے، ہم اس پر عمل درآمد کو یقینی بنائیں۔ اس حوالے سے جو ہم سب کا role ہے، بطور پارلیمنٹیرین اس کو بھی ہم نے ادا کرنا ہے۔ I assure the honourable Member کہ اس حساس معاملے کو ہم نے take up کیا ہے۔ ہم کوشش کر رہے ہیں کہ انشاءاللہ، ایک self regulatory mechanism within the media کو یقینی بنائیں اور ایک ذمہ دار میڈیا کا role جو دنیا کے کسی بھی مہذب معاشرے میں ہوتا ہے، ہم ان چینلز کو اس evolution process سے، اپنی غلطیوں سے سیکھتے ہوئے اس role کے اندر لائیں اور State ان کو facilitate کرے۔ ہم ان کو ہر طرح کی ownership دے رہے ہیں۔ پاکستان میں جتنا میڈیا آزاد ہے، دنیا کی کسی بھی democratic society میں اس طرح کی مادر پدر آزادی نہیں ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ وہ self regulation and self

ratification سے، اپنی غلطیوں سے سیکھتے ہوئے بہتری کا عمل شروع کرے۔ حکومت ان کی معاونت ہر جگہ کر رہی ہے اور مزید کرے گی۔

جناب چیئرمین: مولانا غفور حیدری صاحب۔

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری: بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ میں منسٹر صاحبہ سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ پی ٹی وی سمیت جتنے بھی میڈیا چینلز ہیں جن پر اشتہارات چلتے ہیں، کیا وہ اشتہارات وہ خود بھی دیکھتی اور پڑھتی ہیں؟ کیا یہ ان کی منظوری سے جاری ہوتے ہیں؟ کیا اس حوالے سے کوئی حکمتِ عملی ہے؟ میں پوچھ سکتا ہوں کہ جو اشتہارات پی ٹی وی سمیت مختلف ٹی وی چینلز پر چلتے ہیں، کیا وہ پاکستانی culture کو، اسلامی تہذیب کو یا ہمارے معاشرتی culture کو فروغ دے رہے ہوتے ہیں یا اس سے ہٹ کر ہوتے ہیں؟ اگر ہٹ کر ہوتے ہیں تو پھر اس ضمن میں ایسا کوئی انتظام اور نظام ہے کہ کوئی بھی چینل اگر اس طرح کے مخرب اخلاق اشتہارات چلائے تو حکومت کی کوئی گرفت اور بازپرس ہو؟ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ منسٹر صاحبہ کو صحت اور عافیت دے لیکن جو اشتہارات چل رہے ہیں، ان سے ہمارے معاشرے پر کوئی صحت مند اثرات مرتب نہیں ہو رہے۔ اس حوالے سے وہ وضاحت فرما دیں۔

جناب چیئرمین: جی منسٹر صاحبہ۔

محترمہ فردوس عاشق اعوان: جناب! بنیادی طور پر یہ ایک بہت اہم سوال ہے۔

(جاری------T07)

T7-31-01-2012 ER/4/Bhatti/ED: Javaid 5:30 P.M.

ڈاکٹر فردوس عاشق اعوان (وزیر برائے اطلاعات و نشریات): جناب چیئرمین! بنیادی طور پر انہوں نے بہت اہم سوال کیا ہے۔ مولانا صاحب کے دل میں muslim society کے تشخص کے لیے تڑپ ہے، جس طرح اس negativity کو portray کیا جا رہا ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ ہماری ذمہ داریوں میں آتا ہے کہ ہم اپنی socio-culture, religious values کو intact رکھتے ہوئے، ان اشتہارات کو ہمارے قیمتی اثاثوں، تہذیب و تمدن کا مظہر ہونا چاہیے اور ثقافت کو اپنے defined parameters کے اندر رہتے ہوئے exercise کیا جائے۔ جہاں تک اشتہارات کا تعلق ہے تو یقیناً کچھ channels کے بہت سارے ایسے اشتہارات میرے notice میں بھی آئے۔ ہم نے اس پر action بھی لیا، show cause notices بھی جاری کیے، ہم نے ان چینلوں کو summon بھی کیا لیکن

اس وقت جو صورت حال چل رہی ہے اور مولانا صاحب میرے ساتھ agree کریں گے کہ اس وقت 85 electronic channels operational ہیں۔ ان 85 channels میں ہر چینل پر monitoring process کے بعد جو violations ہو رہی ہوتی ہیں، ہم جب ان کو streamline کر کے action کی طرف جاتے ہیں تو پھر بہت سارے کرمفرما، مولانا صاحب سمیت ان لوگوں کے rescue کے لیے آجاتے ہیں۔ ان چیزوں کے لیے ہمیں across the board دیکھنا ہے کہ effective enforcement of PEMRA Rules ہی ensure کر سکتے ہیں کہ آپ کے تمام concerns اور ثقافتی، تہذیبی، تمدنی رشتوں کو intact کیا جائے۔ I assure him کہ وہ جو violation point out کر رہے ہیں، ایک پاکستانی بیٹی ہوتے ہوئے، شاید میں بھی اپنی فیملی کے ساتھ ان violations کو اس طرح ہضم نہ کر پاؤں کیونکہ جو ہم اپنے لیے نہیں سوچ سکتے وہ دوسروں کے بچوں کے لیے کیسے سوچ سکتے ہیں۔ اس میں صرف حکومت کی ذمہ داری نہیں ہے، ہمیں بحیثیت معاشرہ اس کے لیے یکساں role play کرنا ہے۔ حکومت کی ذمہ داریاں زیادہ ہیں اور ہمیں ان ذمہ داریوں کا احساس ہے، ہم بہتر انداز میں ان grievances کو address کریں گے۔

جناب چیئرمین: فرح عاقل صاحبہ۔

سینیٹر فرح عاقل: جناب چیئرمین! میں جو پوچھنا چاہ رہی تھی، مولانا غفور حیدری صاحب نے وہ سوال کر لیا ہے لیکن اس کا ایک حصہ رہ گیا ہے۔ ہم انڈیا سے بہت زیادہ obsessed ہیں، وہاں پر جو بھی ad چلتا ہے، ہم دیکھتے ہیں کہ کچھ دن بعد اس کی کاپی بنا کر ہمارے چینل اس کو دکھا رہے ہوتے ہیں۔ انہی کے پروگرام جو شاید وہاں کے لیے ٹھیک ہوں گے مگر وہ ہمارے لیے بالکل ٹھیک نہیں ہیں، اگر ان کا کوئی ڈانس کا پروگرام ہے تو exactly وہی چیز ہم اپنے چینلوں پر دیکھ رہے ہیں تو کیا PEMRA کے پاس اس چیز کو check کرنے کا کوئی طریقہ ہے؟ جو کچھ وہاں پر ہو رہا ہے وہ یہاں پر کیوں ہو رہا ہے؟ کس طریقے سے ہو رہا ہے جبکہ ایک طرف آپ یہ کہتی ہیں کہ ہم نے اسلامی اقدار، روایات اور socio-cultural values کو بھی دیکھنا ہے۔ آپ کس طرح یہ چیز ensure کریں گی؟

جناب چیئرمین: وزیر صاحبہ۔

ڈاکٹر فردوس عاشق اعوان: جناب چیئرمین! بنیادی طور پر PEMRA Rules کے اندر foreign content میں 10% allow کیا گیا ہے۔ پروگرام میں آپ 10% foreign content allow کرتے ہیں تو اس میں 6% Indian content as per your rules allow کیا جاتا ہے لیکن کہیں پر بھی وہ 6% follow نہیں ہوتا، اس میں exaggeration ہے اور میڈیا وہ دکھاتا ہے جو

آپ کا معاشرہ دیکھنا چاہتا ہے۔ ہمیں معاشرتی سطح پر بھی یہ چیزیں دیکھنی ہیں کہ وہ کون سے Indian content ہیں جو ہمارے چینلوں کی ratings کو up کرتے ہیں اور چینل ratings کے لیے ایسے content کو mix کرتے ہیں۔ یہ صرف PEMRA کا ہی role نہیں ہے، اس میں تمام معاشرے کو اپنا role play کرنا ہے۔ جی ہاں، اس میں PEMRA کے concerns ہیں اور ہم ان سب چیزوں کو address کرنا چاہتے ہیں۔ ہم نے اس حوالے سے پچھلی ہونے والی میٹنگ میں PEMRA کو crack down کے لیے ایک ماہ کا وقت دیا ہے اور PEMRA کو کہا ہے کہ جہاں جہاں کسی بھی چینل پر اس قسم کی content violations ہو رہی ہیں، وہ ان کو روکے اور in-house channels جو CDs کے ذریعے ایسے بے ہودہ اور واہیات پروگرام جن کا میری بہن ذکر کر رہی ہیں، ان کو روکنے کے لیے PEMRA, Enforcement Wing کو effectively use کرے۔ اگر ایک ماہ بعد بھی وہ concerns address نہیں ہوتے تو پھر ہم as per rules ان چینلوں کے خلاف crack down شروع کریں گے۔ ہم نے ابھی ان کو ایک ماہ self-regulatory کے لیے دیا ہوا ہے، اگر اس کے باوجود ایسا نہیں ہوتا تو then step by step ہم انہیں forcefully منع کریں گے۔

جناب چیئرمین: اگلا سوال لے لیتے ہیں، اس میں کافی سوالات ہو گئے ہیں۔ بہت سوالات باقی ہیں، وہ رہ جائیں گے، اگر ان کا بھی جواب آجائے تو اچھا ہو جائے گا۔ جی حاجی عدیل صاحب۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: میں آپ کی وساطت سے محترمہ وزیر صاحبہ سے یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ پی ٹی وی میں تو سالانہ تقریباً تین ارب روپے سے زیادہ دواؤں پر خرچ ہوتے ہیں اور آپ کا جو محکمہ اشتہارات دیتا ہے، یہ دو ارب سے تین ارب روپے کے درمیان بنتے ہیں، اس میں مختلف سطحوں پر کتنی کمیشن وصول کی جاتی ہے؟

جناب چیئرمین: راجہ ظفر الحق صاحب! آپ بھی سوال کر لیں پھر دونوں سوالوں کو club کر دیں گے تاکہ وہ ایک ہی مرتبہ جواب دے دیں۔

سینیٹر راجہ ظفر الحق: جناب چیئرمین! یہ club تو نہیں ہو سکے گا۔

جناب چیئرمین: چلیں ٹھیک ہے۔ وزیر صاحبہ! آپ جواب دے دیں۔

ڈاکٹر فردوس عاشق اعوان: حاجی صاحب عمر میں مجھ سے بہت senior ہیں، میری تو یہ پہلی term ہے اور حاجی صاحب اس سارے دشت کی سیاحی کو عبور کر کے آئے ہیں، ان کو زیادہ بہتر پتا ہے کہ کہاں کہاں کون کون سا mafia ہے؟ اسی mafia سے لڑ لڑ کے

میں ابھی تک کوشش کر رہی ہوں کہ ہم وہاں ایک effective accountability system لائیں اور جب ہم merit oriented policies میں جائیں گے تو اخبارات بھی اشتہارات مانگتے ہوئے اپنی صحیح circulation declare کریں گے کیونکہ کئی اخبارات صرف اسی دن چھاپے جاتے ہیں جس دن اشتہار آرہا ہوتا ہے۔ اس میں صرف PID or Ministry کا role نہیں ہے کیونکہ جو ناسور ہر محکمے میں ہے، یقیناً یہاں بھی آپ اسے کیسے rule out کر سکتے ہیں، اس میں gaps ہیں، مسائل اور مشکلات ہیں لیکن ہم نے ایک effective strategy کے ساتھ ان سے نکلنا ہے اور accountability mechanism ہی اسے بہتر کر سکتا ہے، اس میں حاجی صاحب میری زیادہ بہتر طریقے سے راہنمائی کرسکتے ہیں۔

جناب چیئرمین: جی راجہ صاحب۔

سینیٹر راجہ ظفر الحق: جناب چیئرمین! میرا سوال یہ ہے کہ وزیر صاحبہ اس چیز سے واقف ہوں گی کہ بد قسمتی سے آج دنیا میں پاکستان کو journalists کے لیے خطرناک ترین ملک قرار دیا گیا ہے اور درجنوں journalists قتل کیے گئے ہیں، اغواء کیے گئے ہیں۔ ایسی صورت حال میں وہ اس ایوان کو بتا سکیں گی کہ کتنے cases میں ان کے قاتلوں کو سامنے لایا گیا، ان کی گرفتاریاں ہوئی ہیں، ان کے چالان ہوئے ہیں، وہ عدالتوں میں گئے ہیں۔ کیا کسی ایک کو بھی سزا ہوئی ہے؟

جناب چیئرمین: زاہد خان صاحب! آپ بھی سوال کرلیں۔

سینیٹر محمد زاہد خان: جناب چیئرمین! میں معزز وزیر صاحبہ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ہمارے cable operators نے BBC کو بند کیا ہوا ہے اور وہ نہیں دکھا رہے ہیں۔ کیا اس کی یہ وجہ نہیں ہے کہ انہوں نے افغانستان کے متعلق جو documentary film دکھائی تھی یا کوئی اور وجہ ہے؟

جناب چیئرمین: وزیر صاحبہ! راجہ ظفر الحق صاحب اور زاہد خان کے سوالات کا جواب دے دیں۔

ڈاکٹر فردوس عاشق اعوان: جناب چیئرمین! راجہ صاحب نے پاکستان کو most dangerous security environment declare کرنے کا point raise کیا ہے۔ ہم war on terrorism میں engage ہیں اور پاکستان کے اندر جو security situation ہے، وہ صرف کسی specific media group or media individual کے ساتھ نہیں جڑی ہوئی۔

جناب والا! اس معاملے میں ان کے valid concerns ہیں۔ شہزاد سلیم case میں جو کمیشن بنایا گیا، ہم نے اس کی public report کی۔

جناب چیئرمین: آپ اس میں مختصراً جواب دے دیں کیونکہ وقت ختم ہو رہا ہے۔

ڈاکٹر فردوس عاشق اعوان: جناب والا! میری humble submission صرف اتنی ہے کہ رونما ہونے والے تمام واقعات کی FIRs درج ہوئیں، ان FIRs پر اگر کہیں culprit identify ہوا تو گرفتار ہوا اگر identify نہیں ہے تو پھر اس کا ایک procedure ہے اور اس procedure کے تحت وہ چل رہے ہیں۔ زاہد خان صاحب کے سوال کے جواب میں میں یہ کہوں گی کہ یقیناً cable operators نے BBC کو switch off کیا، وہ کوئی specific issue oriented نہیں بلکہ ان کی کچھ violations تھیں۔

(جاری-----T8)

T08-31Jan2012 Ashraf/Ed.Mohsin Er.3 0540

ڈاکٹر فردوس عاشق اعوان صاحبہ جاری--

جو زاہد خان صاحب کا سوال تھا، یقیناً بی بی سی کی کیبل آپریٹر نے ان کو switch off کیا۔ وہ کوئی specific issue oriented نہیں۔ ان کی کچھ violations تھیں، ان concerns کو address کرتے ہوئے انہوں نے self-initiatives لیے۔ Prime Minister of Pakistan نے ہدایات جاری کی ہیں کہ کیبل آپریٹرز کو دوبارہ سے اپنی enlistment میں لائیں۔ ہم کوشش کر رہے ہیں کہ وہ دوبارہ سسٹم میں آئیں تاکہ ان کا concern اور international concern بھی address ہو سکے۔

Mr. Chairman: Next Question Talha Mehmood Sahib, Dar Sahib, on his behalf quickly. Please read the Question number.

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: Sir, I am sorry, میں 136 پر تھا۔

جناب چیئرمین: پہلے تو 135 ہے۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: Fine Sir, کیونکہ وہ pensioners کا ہے۔

جناب چیئرمین: پہلے 135 پڑھ لیں۔

سینیٹر نعیم حسین چٹھہ: سوال نمبر 135 جناب۔

(Q.No.135)

Mr. Chairman: Any supplementary? Only one minute left.

آپ کو پتا ہے کہ چٹھہ صاحب جب سوال کرتے ہیں تو دو تین منٹ تو لے لیتے ہیں۔

سینیٹر نعیم حسین چٹھہ: اس سوال میں یہ پوچھا گیا ہے کہ locomotives کتنے درآمد کیے ہیں اور کتنے ٹھیک کرائے ہیں اور ان کی گارنٹی وغیرہ کیا ہے۔

جناب چیئرمین: چٹھہ صاحب سوال کر لیجئے time ختم ہو گیا ہے۔

سینیٹر نعیم حسین چٹھہ: اس کا مختصر جواب ریلوے وزیر صاحب نے دیا ہے کہ ہم نے تین سالوں میں کچھ نہیں کیا، نہ کچھ خریدا ہے اور نہ کچھ کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ویسے بڑا ٹھیک جواب ہے۔ میڈیا کے مطابق ہمیں کئی دفعہ یوں معلوم ہوا۔

جناب چیئرمین: آپ سوال کیجئے ناں چھوڑیئے میڈیا کو۔

سینیٹر نعیم حسین چٹھہ: اربوں روپے ریلوے کی get up کے لیے اور اس کو bail out کرنے کے لیے دیئے گئے ہیں۔ اگر وہ سارے پیسے دیئے گئے ہیں تو وہ کہاں لگائے گئے ہیں اور کیا اس میں کوئی improvement ہوئی ہے؟ اگر واقعی کچھ نہیں ملا تو پھر یہ وزارت کھول کر کیوں بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب چیئرمین: جی minister sahib جواب دیجئے please quickly.

جناب غلام احمد بلور: یہ question پہلے پڑھ لیں، اس کا جواب سامنے آ گیا ہے۔ اس میں question ہے کہ پچھلے تین سالوں میں آپ نے کتنے locomotives خریدے، کتنے ٹھیک کیے؟ نہ اس میں کوئی خریدے گئے ہیں اور نہ ان کو ٹھیک کیا۔ تین سالوں میں تو کچھ نہیں ہوا۔ اس سے پہلے خریدے گئے تھے۔

Mr. Chairman: Yes, Dar Sahib, quickly, please read the question number.

Senator Mohammad Ishaq Dar: Question No.136.

(Q.No.136)

Mr. Chairman: Any supplementary?

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جناب! میں نے جواب پڑھ لیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہاں اربوں روپے کی disbursement ہوتی ہیں یہ 1st July,2010 سے 31 December 2010 تک pensioners کو ملنے والی increase کے لیے ان کے پاس پیسے نہیں ہیں۔ انہوں نے supplementary grant move کی ہے۔ یہاں on behalf of government assurance دی جائے کہ سب سے پہلی supplementary grant اس کے لیے release کریں تاکہ ان pensioners کو پیسے مل سکیں۔ یہ بہت زیادتی والی بات ہے۔

جناب چیئرمین: آپ سوال کرلیں، آپ کا سوال کیا ہے؟

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: دیکھیں جناب سوال کا جواب تو ہے کہ اس پیریڈ میں payment نہیں ہوئی۔

جناب چیئرمین: آپ کا یہ کہنا ہے کہ ان کو first preference دی جائے۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: مجھے government assurance دے، مہربانی کریں یہ غریبوں کا مسئلہ ہے۔ بخاری صاحب اور آپ یہ direction دیں کہ یہ فوری طور پر supplementary grant approve کر کے پیسے دیں تاکہ ان pensioners کو پیسے مل سکیں۔

Mr. Chairman: Yes, question regarding the pensioners.

ڈاکٹر فردوش عاشق اعوان: جناب! financial constraints کی وجہ سے یہ pending ہوا ہے۔ I assure him کہ یہ already top priority پر ہے اور ہم کوشش کریں گے کہ یہ issue پہلے address ہو پھر وہ پیسے کسی اور مد میں خرچ ہوں۔ Thank you sir.

Mr. Chairman: Question Hour is over. Now I read the leave applications.

جناب چیئرمین: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ راجہ محمد ظفر الحق صاحب ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 26 January کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب محمد طلحہ محمود صاحب ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 24 تا 26 جنوری کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

(اس موقع پر ایوان میں اذان مغرب سنائی دی)

جناب چیئرمین: جناب عبدالنبی بنگش صاحب ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 25 and 26 January کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب گل محمد لاٹ صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 20 to 31 January کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب اسلام الدین شیخ صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر آج مورخہ 31 January کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: سیدہ صغریٰ امام صاحبہ ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 23 January کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکی تھیں اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: محترمہ سیمیں صدیقی صاحبہ ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 26 and 27 January کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکی تھیں اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: پندرہ منٹ کے لیے نماز کا وقفہ کر لیتے ہیں۔

(اس موقع پر نماز مغرب کے لیے اجلاس پندرہ منٹ کے لیے ملتوی کر دیا گیا)

T09-31Jan-2012 Er-11 Time 610 Mahboo Khan/Ed.Mubashir

(ایوان کی کارروائی بعد از وقفہ نماز مغرب جناب چیئرمین کی صدارت میں شروع ہوئی)

جناب چیئرمین: پروفیسر صاحب! آپ کی adjournment motion ہے اس کو defer کر دیں؟

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: جناب والا! مشکل یہ ہے کہ متعلقہ وزیر صاحب موجود نہیں ہیں۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے، اس کو پھر defer کر دیتے ہیں۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: جناب والا! Call Attention Notice کا معاملہ یہ ہے کہ مجھے hospital جانا پڑے گا---

جناب چیئرمین: آپ hospital ڈاکٹر کے پاس جائیے، both stand deferred.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: جب تک میرے پاس time ہے میں موجود رہوں گا البتہ آپ سے ایک درخواست ہے، آپ کو یاد ہوگا کہ میں نے ایک privilege motion regarding Constitutional requirement of reports move کی تھی، آپ نے کہا تھا کہ ایک ہفتے کے اندر اندر جواب آجائے ورنہ اس معاملے میں آپ ruling دیں گے۔ ایک report regarding directive principles آگئی ہے لیکن باقی تین نہیں آئیں۔ میں چاہوں گا کہ آپ اس معاملے میں اپنی ruling دے دیں۔

جناب چیئرمین: میں پتا کر لیتا ہوں۔ بخاری صاحب! are we continuing the session?

سینیٹر سید نیر حسین بخاری (قائد ایوان): جناب والا! we are continuing the session.

Mr. Chairman: We are continuing the session.

پروفیسر صاحب نے جو بات کی ہے اس کی کیا صورت حال ہے؟

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: جناب والا! جب تحریک استحقاق کا issue raise ہوا تو میں نے کہا کہ let me check it and I sought time on that. پھر میں نے concerned quarters سے بات کی کیونکہ یہاں reports lay نہیں ہوئی تھیں---

Mr. Chairman: Let us discuss this matter in my chamber.

ویسے یہ reports کب تک آجائیں گی؟

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: Sir, I will get back to them and will confirm this tomorrow.

Mr. Chairman: Let us have a meeting in this regard in my chamber.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: جناب والا! ان تمام معاملات میں میرا cooperative attitude ہوتا ہے----

جناب چیئرمین: کل ڈیڑھ کا وقت آپ کو suit کرے گا؟

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: کل دو بجے کا وقت ٹھیک رہے گا۔

Mr. Chairman: Bokhari *sahib*! Let us discuss this issue in my chamber at 2. p.m. and finalize it.

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: Alright sir.

جناب چیئرمین: زاہد خان صاحب۔

سینیٹر محمد زاہد خان: جناب چیئرمین! کافی دن ہوگئے ہیں میں نے ایک breach of privilege کا نوٹس بھیجا تھا اور آپ نے اس پر comments بھی مانگے ہیں لیکن مجھے معلوم نہیں کہ وہ آیا ہے یا نہیں۔ وہ میرا notice Benazir Support Programme کے متعلق تھا۔

جناب چیئرمین: آپ کے پاس نوٹس ہے؟

سینیٹر محمد زاہد خان: وہ دفتر کے پاس ہے۔

جناب چیئرمین: وہ منگوا لیتے ہیں۔ زاہد صاحب کو ابھی کاپی دے دی جائے اور ان کا نوٹس ابھی لے لیتے ہیں، پہلے مشہدی صاحب کی item No.3 لے لیں۔

Senator Col ( R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Thank you Mr. Chairman. I, the Chairman, Committee on Rules of Procedure and Privileges present revised report of the Committee on the proposed Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 2012.

Mr. Chairman: Report stands presented.

**Senator Col. (Retd.) Syed Tahir Hussain Mashhadi**: Sir, I will like to say a few words.

**Mr. Chairman**: Yes, please.

**Senator Col. (Retd.) Syed Tahir Hussain Mashhadi**: Sir, it is a great privilege for me to present this report.

یہ collective wisdom of the House سے بنی ہے۔ ہم نے اس کے اوپر چھ سال کام کیا ہے۔

And I am really overwhelmed by the support I got from the members of this august House from both sides. All the parties have contributed in it. There were two committees to which I had the honour to head. It was indeed an honour and privilege for me to have such wonderful people in the committee. I learned a lot from them. The first committee to which I myself was the Chairman and Senator Kamil Ali Agha, Senator Wasim Sajjad, Senator Naeem Hussain Chatta, Senator Abul Razaq A. Thahim, Senator Asfand Yar Wali, Senator Mian Raza Rabbani, Dr. Muhammad Ismail Buledi were its members. This was from 2006 to 2009.

From 2009 till today I have with me Senator Mian Raza Rabbani, Senator Wasim Sajjad, Senator Syeda Sughra Imam, Senator Sallahud-Din Dogar, Senator Abass Khan, Senator Prof. Sajid Mir and Senator Dr. Muhammad Ismail Buledi.

First of all, I would like to pay the highest tribute which I can to the wonderful Senators who are not only very good legislators but they are wonderful human beings. They put in a lot of efforts. We must never forget that during this legislation, I had special invitees and their contribution was too much. The special invitees to these meetings were:

1. Ch. Muhammad Anwar Bhinder

2. Prof. Khurshid Ahmed

3. Raza Muhammad Raza

4. Syed Dilawar Abass

5. Senator S.M. Zafar

6. Senator Dr. Khalid Ranjha

7. Senator Prof. Muhammad Ibrahim Khan

8. Senator Kamal Murtaza

9. Senator Saeeda Abbasi

10. Senator Haji Adeel

11. Senator Zahid Khan

Sir, this was the collective wisdom of the House – members of this House including Mr. Mehbood Ali who is the Additional Secretary, he worked day and night to bring this whole on the table today. His contribution is second to none along with Raja Amin the then Secretary and Mr. Iftikhar Ullah Babar but the lion's share is of Chairman Senate. I am really grateful to the Chairman Senate. The Chairman Senate is not only learned, he has brilliant legal brain. He has spent long hours for this.

Sir, we are really grateful to you. You worked with me for 6 hours continuously for many days and whatever has come is a result of your guidance and the trouble you took. This House will always be grateful to you. We are leaning very heavily on the original Rules of Procedure and Conduct of Business of 1988, of course, they were well written and well drafted but we have made a lot of changes in it. As time changes, the new rules have to come in, new technology comes in. They have to be incorporated. The 18th Amendment came. We had to incorporate all that but this is not the end.

اب میں اپنے معزز ساتھیوں سے request کروں گا کہ اتنی محنت کو ضائع نہ ہونے دیں۔ آپ ان rules کو ایک evening ضرور دے دیں۔ اس کو minutely study کریں

And give any suggestion for the betterment of these rules because these rules will be for next 20 to 30 years and it will be a great contribution that you are making. I appeal to all my colleagues to please read these in detail and give any amendment or thing from your side; we can easily incorporate because each House is a defender of its own privilege. Each House makes its own rules and these rules are made under the mandate of the Constitution of Pakistan. So, we will have a few days – 2 to 3 days whatever the honorable House decides or whatever the honourable Chairman decides and then we can have a day reserved for this so that these can be passed.

Now while I appreciate the collective wisdom of the House and everybody and especially the Chairman Senate who put in so much effort for us, I must as the Chairman accept responsibility for any shortcoming or any omission or any mistake that of course, will come on me but anything good that has come out of this goes to the wonderful Senators of this House who gave me full cooperation and support. Thank you Mr. Chairman.

Mr. Chairman: Thank you. Yes, Buledi.

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: جناب والا! یہ بہتر ہو گا کہ آپ اس کو دو یا تین دن کے بعد پاس کروائیں کیونکہ یہ کام بہت ضروری ہے اور یہ rules ایک طویل عرصے کے بعد دوبارہ بنے ہیں ۔ اس سے پہلے ہمیں run committees کرنے میں کافی دقت پیش آرہی تھی ، اس کے لیے rules بنائے گئے ہیں۔ اس پر میں مشہدی صاحب کو مبارکباد دیتا ہوں۔ اس کام میں ممبروں نے بھی بڑی محنت کی اور جناب چیئرمین! آپ کو بھی credit جاتا ہے۔ میری تجویز ہے کہ ان rules کی معزز ممبران دو، تین دن study کریں اور اس کے بعد ان rules کو دوبارہ House میں لایا جائے اور انہیں پاس کیا جائے تاکہ یہ مسئلہ اسی سیشن میں حل ہو جائے۔

جناب چیئرمین: اس کے لیے Friday تک کا ٹائم دے دیتے ہیں۔ جی پروفیسر صاحب۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: جناب! میں بھی اس کمیٹی میں تھا۔ میری بھی یہ تجویز ہے کہ معزز ممبران اس کو پڑھ لیں اور پھر کچھ کو amendments move کرنی ہوں گی، وہ کر لیں۔

جناب چیئرمین: اسی لیے میں کہہ رہا ہوں کہ اس کے لیے جمعے تک کا ٹائم دے دیتے ہیں، اس طرح چار پانچ دن پڑھنے کے لیے مل جائیں گے۔ جی ڈار صاحب۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جناب! یہ rules اتنی مدت کے بعد amend ہو رہے ہیں

and we have all the respect and regard for the hard work that the honourable members and yourself have put in but we never know that if there is some room of further improvement to propose amendments by other members.

جناب چیئرمین: اسی لیے میں نے عرض کیا ہے کہ اسے جمعے تک دیکھ لیتے ہیں۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: یہ obviously House کے سیکرٹریٹ کے اندر ہی compose ہوا ہے

and it should be on the computer. I think, those who wish that its soft copy should also be transmitted to them for their convenience.

آپ اس کے لیے instructions دے دیں۔

جناب چیئرمین: آپ کی یہ بات بالکل صحیح ہے اور اسے transmit کر دیا جائے گا، اس میں کوئی problem نہیں ہے۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: آپ soft copy کی بھی اجازت دے دیں تاکہ ہم اس پر کوشش کر کے چار پانچ دن کے اندر اگر کوئی amendment ہے تو دے سکیں۔

جناب چیئرمین: اس میں ایک گزارش یہ ہے کہ اگر اس پر کوئی amendment دینا چاہتا ہے تو وہ جمعے سے پہلے سیکرٹریٹ میں جمع کروا دی جائے تاکہ let us have a look at those amendments.

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جناب! آج منگل ہے یہ تو گزر گیا ہے، soft copy بدھ کو ملے گی۔ جناب! آپ اپنا یہ target رکھیں کہ before you prorogue this session, the rules should be passed. اس کے لیے Monday تک کا ٹائم دے دیں۔ یہ بڑا bulky document ہے۔

جناب چیئرمین: آپ Monday تک کا ٹائم لے لیں لیکن میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ جو بھی amendments آئیں گی then you should all sit together. I have a meeting and then bring them to the House.

Senator Mohammad Ishaq Dar: Sir, it is agreed, it is a much better way.

Mr. Chairman: If those amendments would come in till Monday then we will have a meeting of all those persons who have brought in the amendments and then finalize them and then bring to the House.

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: اس طرح Tuesday کو meeting کرنے کے بعد اس میں consensus ہو جائے گی۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے Monday afternoon تک کا ٹائم دے دیتے ہیں اور پھر Tuesday کو ہم meeting کر لیں گے۔ زاہد صاحب! آپ کا کوئی privilege motion ہے۔

سینیٹر محمد زاہد خان: جناب چیئرمین! میں تحریک استحقاق پیش کرنا چاہتا ہوں کہ میرے اور اس مقدس ایوان کا استحقاق مندرجہ ذیل وجوہات کی وجہ سے مجروح ہوا ہے۔

جناب والا! میں نے نشان وار سوال کا نوٹس دیا تھا جس کا جواب مورخہ 17 دسمبر کو سیریل نمبر 88 میں دیا گیا۔ میں نے سوال کیا تھا کہ مجھے بینظیر انکم سپورٹ پروگرام کے دیئے گئے اشتہارات کی تفصیل سے آگاہ کیا جائے اور اس سلسلے میں ٹی وی چینل اور اخبارات کو دی جانے والی رقم کی تفصیل سے بھی آگاہ کیا جائے۔ متعلقہ وزارت نے اس سوال کا جواب نہیں دیا۔ اس ایوان سے پوچھا گیا کہ وہ ٹی وی یا اخبارات مخصوص کرے جن کو اس مقصد کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔

جناب چیئرمین! پارلیمنٹ کو یہ اختیار ہے کہ وہ کسی بھی محکمے یا ڈویژن یا وزارت سے سوال کرسکتا ہے۔ یہ اس ایوان کا استحقاق ہے کہ وہ سوال کے ذریعے معلومات حاصل کرے۔ وزارت نے ایوان سے معلومات کو چھپایا ہے جس کی وجہ سے نہ صرف میرا بلکہ اس پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے، لہذا یہ استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب! اگر آپ مجھے اس پر اجازت دیں کہ میں اس کی وجہ بیان کروں۔ میں نے یہ سوال اس لیے کیا تھا کہ بہت سارے اشتہارات آرہے تھے اور چونکہ یہ پروگرام غریب کے نام سے بنا ہوا ہے۔۔۔

آگے ٹی 11۔۔۔

T11-31JAN2012 FAZAL\Javaid 6:30 UR7

سینیٹر محمد زاہد خان جاری ہے۔۔۔ چونکہ یہ پروگرام غریب کے نام سے بنا ہوا ہے اور غریب کے نام سے اس میں جتنی کرپشن کی جارہی ہے اس کرپشن کی ایک مثال میں دیتا ہوں کہ انہوں نے جن جن کمپنیوں سے سروے کیا ہے اس میں کوئی پونے چار بلین روپے خرچ کئے ہیں۔ اب مجھے بتائیں کہ میرے علاقے میں کوئی جا نہیں سکتا، وہاں پر جن کمپنیوں کو پیسہ دیا ہے وہ کہاں گیا ہے۔ Billions کے حساب سے پیسہ خرچ ہوا ہے اس لئے یہ کمیٹی کے سپرد کیا جائے تاکہ ہم ان سے پوچھیں۔ وہ چھپانے کی خاطر ایسا کر رہے ہیں۔ یہ دسمبر کا سوال ہے اور ابھی جناب چیئرمین صاحب! آپ نے بھی انہیں letter بھیجا کہ آپ اس کا جواب دے دیں۔ ابھی تک انہوں نے جواب نہیں دیا۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ وہ اس ہاؤس کو کچھ سمجھتے نہیں ہیں۔ اس ایوان کو کچھ سمجھتے نہیں ہیں اور اس سے ہر چیز چھپانے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ جو کرپشن کی ہوئی ہے اس کو چھپانے کے لئے وہ اس ہاؤس میں جواب ہی نہیں دیتے تاکہ ہاؤس کو پتا نہ چلے۔ میڈیا کو پتا نہ چلے کہ کتنی کرپشن ہوئی ہے۔ لہذا، جناب چیئرمین! یہ Privilege Committee کے حوالے کریں کیونکہ یہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔

جناب چیئرمین: جی، بخاری صاحب۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: جناب! گزارش یہ ہے کہ سوال کا جواب تو آنا چاہیے۔ پارلیمنٹ جب کسی concerned Ministry سے کوئی question raise کرے تو اس کا جواب آنا چاہیے۔ جو question انہوں نے کیا ہے اس کے جواب میں انہوں

نے کیا لکھا ہے۔ میں نے تو وہ دیکھا نہیں ہے۔ That is not in my knowledge لیکن جہاں تک وہ سروے والی بات ہے that is altogether a different thing. جو سروے ہوا ہے وہ قوانین کے مطابق انہوں نے کیا ہے۔ انہوں نے open bidding کے ذریعے کیا یا جس کمپنی کو entrust کیا ہے that is a different issue اس پر یہ سوال کرنا چاہیں تو that is different لیکن as far the question relates that they didn't reply, that can be examined, I am not in picture of this کہ اس کا جواب آیا تھا کہ نہیں۔ اگر جواب ہاؤس مانگتا تو that should be given by every department, every Division and every Ministry. جواب آنا چاہیے۔

Mr. Chairman: O.K. The motion is in order. The matter is referred to Committee on Rules of Procedure and Privilege.

حیدری صاحب! آپ کا بھی Privilege Motion ہے۔ جی۔

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری: جناب چیئرمین! میں نے Privilege Motion یہاں پیش کیا تھا اور آپ نے حکم دیا تھا اور استحقاق کمیٹی کی جانب بھیج دیا تھا لیکن اس حوالے سے اب تک کوئی کارروائی نہیں ہوئی۔

جناب چیئرمین: یہ بات آپ Rules of Procedure and Privilege کی کمیٹی سے پوچھ لیں۔

This is between you and the Committee, Chairman has got nothing to do with it. All Committees are functioning independently.

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری: دوسری بات یہ ہے کہ میں نے گیس اور پٹرولیم کی قیمتوں میں روز بروز اضافے کے حوالے سے ایک تحریک التواء بھی جمع کروائی تھی اور میں نے یہ گزارش کی تھی کہ یہ انتہائی اہمیت کا حامل معاملہ ہے۔

جناب چیئرمین: دیکھیں، سیکرٹریٹ کا جو کام ہوتا ہے Rule 49 کے نیچے please come and discuss in the chamber.

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری: یہ پورا سیشن گزر گیا ہے۔

جناب چیئرمین: آپ Rules پڑھیں۔ آپ میرے پاس آجائیں۔ آپ Leader of the Opposition ہیں۔ May I read the Rules to you. کچھ چیزیں ایسی ہوتی ہے کہ سیکرٹریٹ کے مسئلے کی ہوتی ہے وہ Rules کے مطابق آپ چیئرمین سے discuss in the chamber کر سکتے ہیں۔ آپ کل میرے پاس آجائیے، اس کے بعد۔ آپ کا سوال صحیح نہیں تھا۔ آپ نے کہا تھا کہ آپ اس کو ٹھیک کریں گے۔

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری: بہت سارے مسائل ہیں۔

جناب چیئرمین: مسائل نہیں تھے۔ آپ کا question غلط طریقے سے بنا ہوا تھا۔

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری: آپ نے کہا تھا کہ اس کو مختص کریں۔ پھر مختص کیا اور پھر آپ کے حوالے کیا۔ پھر اس سے زیادہ ہم کیا کریں۔

جناب چیئرمین: دیکھیں، جب آپ کا کوئی بھی Adjournment Motion ہے یا کوئی اور چیز ہے it has got to come within the Rules. بلکہ ہم آپ کی مدد کر رہے ہیں۔ آپ کل آکر discuss کر لیجیے گا۔ Thank you.

## Legislative Business

Mr. Chairman: We may now take up Item No. 4, regarding further consideration of the following Motion moved by Syed Nayyer Hussain Bokhari, Leader of the House, on 28th January, 2012.

> "That the Bill to provide for establishment of the Private Power and Infrastructure Board [The Private Power and Infrastructure Board Bill, 2011], as reported by the Standing Committee, be taken into consideration at once."

اس پر بحث ہو چکی ہے۔ شاہ صاحب! آپ موجود ہیں اب اس کی position کیا ہے؟ کچھ amendments بھی آئی ہیں۔ جی منسٹر صاحب۔

Syed Naveed Qamar (Minister for Water and Power): Sir, the first reading, I believe, is over and we have to take up the second reading.

**جناب چیئرمین:** Motion ابھی میں نے House کو put نہیں کیا ہے۔ پہلے میں Motion کو House میں put کروں گا۔ پھر ہم second reading پر آئیں گے۔ جی، حاجی صاحب! آپ کیا فرمار ہے ہیں؟

**سینیٹر حاجی محمد عدیل:** جناب چیئرمین! آپ موجود نہیں تھے، ڈپٹی چیئرمین صاحب preside کر رہے تھے یہ جب یہ table ہوا تھا تو ہم نے کچھ اعتراض کئے تھے۔ انہوں نے اسے defer کر دیا تھا۔ پھر انہوں نے ہمیں یہ کہا کہ اس پر آپ کچھ amendments دینا چاہتے ہیں۔ میں نے آپ کو کل پشاور سے خط fax بھی کیا ہے، آپ کی نظروں سے گزرا بھی ہوگا کہ یہ جو Bill ہے یہ تو 18th Amendment کے بعد Federalism and Provincial Autonomy کے خلاف ہے۔ ہم ایک نیا واپڈا create کر رہے ہیں۔ اب جبکہ ہم نے سارے اختیارات صوبوں کو دیے ہوئے ہیں تو اب private sector میں energy and power پیدا کرنے کے لئے ہم ایک نیا ادارہ بنائیں گے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس Bill کو consider نہ کریں کیونکہ یہ against the Constitution. ہے اور یہ میں نے خط لکھا ہے، اس پر جو بھی آپ ruling دیں۔

**جناب چیئرمین:** میں ruling نہیں دوں گا۔ یہ ساری باتیں House میں put up ہوں گی، amendments بھی آ چکی ہیں۔ جی، منسٹر صاحب۔

**سید نوید قمر:** جناب چیئرمین! گزارش یہ ہے کہ PPIB بھی ایک ادارہ ہے جو کہ 1994 میں create ہوا اور آج تک exist کرتا ہے۔ 18th Amendment میں تو نہیں لیکن Council of Common Interests کی میٹنگ میں یہ فیصلہ ہوا تھا اور مرکزی حکومت نے concede کیا تھا کہ آئین نے جو powers دی ہوئی ہیں اس کے باوجود provinces اگر private sectors سے کوئی پراجیکٹ لگوانا چاہیں تو ان کو یہ حق ہونا چاہیے۔ اس سلسلے میں یہ ادارہ صرف مرکزی حکومت کے پراجیکٹس لگاتا ہے اور ہر صوبے میں اپنا اپنا ایک ادارہ ہونا چاہیے جو کہ ان private sectors کے projects ان صوبوں میں لگوا سکیں۔

جہاں تک ہائیڈل پراجیکٹس کا تعلق ہے جو کسی صوبے میں exist کرتے ہیں، اس کا پہلا right صوبوں کو ہوگا لیکن اگر صوبے یہ کہہ دیں کہ یہ ہم نہیں لگائیں گے تب ہی Federal Government کے پاس کوئی private party آئے گی جو کہ Federal Government اس کو لگائے گی۔ جناب چیئرمین! کسی صورت میں بھی provincial autonomy جو ہے وہ infringe نہیں

ہوتی۔ نہ ہی کوئی Constitution کی کوئی Clause ایسی ہے جو infringe ہو رہی ہے۔ ہم خود بہت اس بات سے conversant ہیں کسی صورت میں بھی ہم ایسی کوئی بھی چیز نہ کریں۔ ہم اس کو ایک liberal and broad view دیں کہ جہاں بھی صوبوں کو cooperation کی ضرورت ہو وہ انہیں ملے۔ PPIB میں بھی جو board ہے، اس میں نہ صرف provinces کی representation ہے بلکہ اب ایک amendment بھی پروفیسر خورشید صاحب کی طرف سے ہے کہ جس میں جو private sectors کے ممبرز ہیں، اس سلسلے میں بھی صوبائی حکومتوں کو یہ حق دیا گیا ہے کہ وہ اپنے members nominate کریں ان private sectors کے ممبرز کو۔ Federal Government کے ایک ادارے پر تو صوبوں کا بہت بڑا watchdog role ہے جبکہ ایسے صوبائی ادارے ہیں، وہ independent ہیں۔ اس میں Federal Government کا کوئی بھی عمل دخل نہیں ہے۔ میں گزارش کروں گا کہ اس کو اس نظر سے دیکھا جائے اور پاکستان میں اس وقت بھی جتنے power plant چل رہے ہیں by and large وہ PPIB کی facilitation سے ہی چل رہے ہیں۔ کوئی ایسا ادارہ نہیں ہے جو کہ plant لگوائے گا۔ یہ صرف ایسا ادارہ ہے جو کہ کوئی باہر سے یا پاکستان سے کوئی power plant لگوانا چاہتا ہے ملک کے کسی بھی area میں تو اس کی مدد کے لئے ہوتا ہے۔ اس کے جو مختلف agreements ہوتے ہیں ان میں ان کو facilitate کرتا ہے، NEPRA کے پاس ہو یا power purchasers جو ہیں CPPA ان کے ساتھ ہو، وہ صرف اس کو conducive بناتا ہے اس کے علاوہ ان کا اپنا کوئی کام نہیں ہے، اپنا کوئی role نہیں ہے کسی بھی علاقے میں کوئی power plant لگانے کے سلسلے میں۔ تو میری گزارش یہ ہو گی کہ اس Bill کو consider کر کے آگے پاس کیا جائے۔

جناب چیئرمین: جی، ڈار صاحب! آپ کا کیا view ہیں؟

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جناب چیئرمین! میں اتفاق کرتا ہوں کہ basically یہ executive authority کے تحت ایک ادارہ بنا تھا اور اس کو statutory cover دیا جا رہا ہے۔ جہاں تک ہماری amendments ہیں جن کو ہم نے move کیا ہے۔

Mr. Chairman: Is it violative of Article 18th as Haji Adeel Sahib has just said?

Senator Muhammad Ishaq Dar: I would not say in the sense

کہ basically یہ ہمیں mind میں رکھنا چاہیے کہ there is only one national grid and whatever you produce even as provincial Government or private sector, it has to go through the National

Grid. تو Federal Government کی involvement تو ہے نہیں کہ اس میں آئے گی اور آپ کا NEPRA بھی involve ہوگا اور آپ کو اس type کے اداروں کی ضرورت ہوگی۔ اسی لئے ہم نے اس کو oppose کرنے کی بجائے اس میں amendments دی ہیں to improve it, to have more involvement of صوبوں کے لئے۔ تو ہم نے جو amendments کی ہیں اس کے لئے بھی میں آپ کو-----

Mr. Chairman: You are of the view that it is not violative of the provincial autonomy.

Senator Muhammad Ishaq Dar: It is not violative and secondly

جو amendments پروفیسر خورشید صاحب، میں نے اور مندوخیل صاحب نے دی ہیں وہ ہم discuss کر لیتے ہیں۔ اس میں ہم نے کچھ withdraw کرنے کے لئے طے کیا ہے اور کچھ کو ہم pursue کریں گے۔

جناب چیئرمین: ابھی دیکھ لیتے ہیں۔ جی، بخاری صاحب۔

(آگے ٹی 12 پر جاری ہے)

12−31Jan2012 Rauf/Saifi Ed/ 6−40/UR10

جناب چیئرمین: بخاری صاحب، with regard to the bill.

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: جناب والا! گزارش یہ ہے کہ جو objects have been stated by the honourable Minister and certainly it has been taken care by the opposition side also. ڈار صاحب نے اپنا point of view دیا تو constitutionally and legally یہی پوزیشن ہے it is not the infringement of any right of the provinces اور یہ $18^{th}$Amendment کے بعد جو devolution کی بات ہے، باوجود اس کے کہ یہ تو facilitate کرنے کی بات ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو Private Power Infrastructure Board ہے یہ exist تو already کر رہا تھا اب اس کو statutory حیثیت دی جا رہی ہے۔ یہ تو facilitate کرے گا rather it will be facilitating the people who want to invest in this. It is not the infringement of the provinces' rights.

جناب چیئرمین: جی حاجی صاحب،

سینیٹر حاجی محمد عدیل: میں جو بات گزارش کر رہا ہوں۔ بڑے صوبے والے تو شاید مجھے support نہ کریں۔

Mr. Chairman: But we are talking about the law and constitution.

سینیٹر حاجی محمد عدیل: دیکھیں، یہ کہتے ہیں کہ یہ کچھ نہیں کرے گا یہ کیا کرے گا؟ پھر اس کو بنانے کی ضرورت کیا ہے اگر یہ کچھ نہیں کرنے کے لیے بنایا جا رہا ہے۔ یہ اجازت دے گا یا ہمیں ماضی کا تلخ تجربہ ہے کہ ہمیں آئین کے تحت اجازت تھی لیکن 50 میگاواٹ سے زیادہ بجلی بنانے کے لیے ہمیں فیڈرل سے اجازت لینا پڑتی تھی اور میں شاید آپ کو نہ سمجھا سکوں۔ چیئرمین صاحب اس وقت نہیں ہیں آپ ان سے بھی اس کی رائے لیتے کہ یہ اٹھارہویں ترمیم کے بالکل خلاف ہے اور اس کی ضرورت نہیں ہے جب صوبوں کو یہ اختیار ہے۔ صوبے خود اجازت دیں گے۔ صوبے خود بنائیں گے ہمیں کیوں ایسے ادارے بنانے کی ضرورت ہے۔ کیا ہم اس کے پاس جائیں گے اور میں آپ سے استدعا کرتا ہوں۔ اسے جلدی میں پاس نہ کیا جائے یہ اٹھارہویں ترمیم کے خلاف ہے۔ یقیناً پھر کوئی عدالت میں جائے گا اور عدالت میں جواب دینا پڑے گا۔ پھر کسی نہ کسی کی وہاں شرمندگی ہو گی۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ گل نصیب خان صاحب۔

سینیٹر مولانا گل نصیب خان: جناب چیئرمین! جیسے حاجی عدیل صاحب نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے کہ ہم حکومت کر کے صوبوں سے آئے ہیں اور بہت ساری مشکلات کے بعد ہم نے اٹھارہویں ترمیم پاس کی ہے اور ایک صوبائی خود مختاری کے بعد اس قسم کے قوانین بنانے سے پھر صوبائی حقوق متاثر ہو رہے ہیں اور میں اس کے حق میں ہوں اس کو فی الفور پاس نہ کیا جائے بلکہ مزید تحقیق کی اجازت دی جائے۔

جناب چیئرمین: جی پروفیسر صاحب آپ نے کچھ بات کرنی ہے۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: شکریہ بہت، جناب چیئرمین! آپ کو یاد ہوگا کہ first reading میں غالباً سب سے زیادہ بات میں نے اس پر کی تھی اور اس کے بعد محترم وزیر نے offer کیا کہ بیٹھ کر اس معاملے کو حل کر لیا جائے۔ میں بڑے ادب کے ساتھ عرض کروں گا کہ شاید اس قانون کو ٹھیک سے سمجھا یا نہیں جا رہا ہے۔ یہ already ایک ادارہ موجود ہے۔ by notification 1994 میں قائم ہوا تھا اور مشکل یہ پیش آ رہی تھی کہ قانونی اعتبار سے ایک statutory constitutional body نہیں تھی تو اس لیے investors نے اس پر اعتراض کیا اور اسی کو سامنے رکھتے ہوئے اب اس کو ایک law کی شکل دی جا رہی ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ اٹھارہویں ترمیم میں ہم نے مرکز اور صوبوں کے درمیان میں ایک توازن قائم کیا ہے۔ ہائیڈل کے لیے بھی اور دوسری resources کے لیے، اور جو چیزیں ماضی میں صوبوں کو حاصل نہیں تھیں وہ ہم نے deliberately by planning, by consensus صوبوں کو

دیں اور اس کا تحفظ پورا پورا ہونا چاہیے۔ اس لیے ضرورت اس بات کی ہے کہ جہاں یہ بالکل ضروری ہے۔اور اس بات کی بھی ضرورت ہے کہ ہر صوبہ یہ ادارہ قائم کرے اور ہم نے جو amendment move کی ہے اس کے نتیجے کے طور پر اس کا جو بورڈ بنا ہے اس میں گیارہ افراد صوبے سے آئیں گے اور سات مرکز سے ہوں گے۔اس میں انہیں majority حاصل ہو گی اور ہم نے اس کا پوری طرح خیال رکھا ہے۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ چلیں، .I will put the motion to the House جی مندوخیل صاحب۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب چیئرمین! اس میں میں نے عرض کرنی ہے یہ حقیقت ہے کہ صوبائی خود مختاری کے حوالے سے اور وسائل کے حوالے سے، ہم نے بڑا سفر کیا ہے۔ جناب والا، اٹھارہویں ترمیم کے بعد بڑی اچھی طرح سے یہ مسئلہ حل ہوا۔ اب یہ جو بل پیش ہوا ہے حقیقت میں پروفیسر صاحب نے جو arguments دیئے ہیں وہ واقعی ایسے arguments تھے کہ اس پر توجہ دی جائے اور میں نے amendment میں وہ پیش کیے ہیں۔ جناب والا! میں اس کو press نہیں کرتا ہوں۔ جناب والا! ہمارا جو تجربہ ہے اور جتنے بھی اچھے اصول ہیں اس کے مطابق کوئی بورڈ بنایا جائے۔ لیکن اس کا غلط استعمال بھی ہو سکتا ہے جیسے واپڈا ہے اور ہمارا بالکل حق ہے کہ ہم بجلی کے لیے بجلی گھر بنائیں لیکن کسی نے نہیں بنانے دیئے۔ اس لیے میں اس کو press نہیں کروں گا۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ جی، عبدالغفور حیدری صاحب۔ قانون اور آئین کی بات ہے اور ضرور آپ کا حق ہے۔

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری: جناب چیئرمین! فاضل ممبران جو کہہ رہے ہیں اور بالخصوص جو اپوزیشن سے تعلق رکھتے ہیں حاجی عدیل سمیت، یہ سب کچھ ماضی کے تلخ تجربات کی روشنی میں کہا جا رہا ہے اور یقیناً صوبائی خود مختاری کے لیے ہم نے 63سال مطالبے کرتے کرتے گزارے ہیں۔ صوبائی خود مختاری اور صوبوں کے حقوق کے حوالے سے یہاں تک بات پہنچی کہ بعض صوبوں پر الزام لگا کر کہ وہ وفاق مخالف ہیں، ملک کے باغی ہیں اور پھر وہاں آپریشنز بھی ہوئے اور میرے خیال میں بلوچستان میں یہ چوتھا پانچواں آپریشن ہے تو ان تلخ تجربات کو سامنے رکھتے ہوئے ہم سمجھتے ہیں کہ کوئی ایسی بات پھر نہ ہو، اور بڑی مشکل سے اٹھارہویں ترمیم منظور کی گئی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اٹھارہویں ترمیم سے بھی صوبوں کے مسائل مکمل طور پر حل نہیں ہوئے اور ابھی جو ہم suffer کر رہے ہیں تو اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو بل آیا ہوا ہے اس کو مزید جانچنے کے لیے تھوڑی سی مہلت دیں تاکہ یہ شرح الصدر کے ساتھ، اس کا ساتھ دیا جائے یا اگر کوئی انکار کرتا ہے، مخالفت کرتا ہے تو وہ بھی اپنی دلیل کے بنیاد پر اس کی مخالفت کرے گا اور آپ سے میری یہ گزارش ہو گی۔

جناب چیئرمین: جی، آپ کرلیں I want to put it to the House

جناب نوید قمر: جناب چیئرمین! Please let me explain, my view point میرا خیال ہے کہ جو بات ہو رہی ہے وہ کسی مغالطے کے تحت ہو رہی ہے کہ خدانخواستہ ہم اٹھارہویں ترمیم یا provincial autonomy کی۔

جناب چیئرمین: وہ آرٹیکل ۱۵۷ کو آپ دیکھ لیجئے۔

Syed Naveed Qamar: Article 157 as exists now or existed before the 18th Amendment. In both the cases we are totally in conformity with Article 157.

Mr. Chairman: Proviso has been added, you have to look at the proviso.

Syed Naveed Qamar: If I may be allowed to say this, I was the member of the Committee that was formulated for the entire 18th Amendment and even in the case of the proviso I have explained it myself.

کہ جہاں تک ہائیڈل پراجیکٹس کا تعلق ہے وہاں PPIB کو یہ حق ہی نہیں ہے کہ وہ پراجیکٹ لگائیں جب تک صوبہ ان کو NOC نہیں دیتا ہے۔ صوبہ اگر خود لگانا چاہتا ہے تو صوبہ خود لگائے گا اور اگر نہیں لگانا چاہتا تب وہ PPIB کے پاس آئے گا۔ یہ ایک one window operation کا ادارہ ہے جس میں کوئی investor آکر کہتا ہے کہ جی مجھے کیا کیا کرنا ہے اور وہ ان کو facilitate کرتے ہیں۔ اس لحاظ سے پاکستان میں اس وقت بجلی کی جو صورت حال ہے اس سے کوئی شخص ایسا نہیں ہے جو ناواقف ہو۔ لہٰذا ہم ایسے اداروں کو بنانے سے یا strengthen ہونے سے روکیں گے تو ہم ملک کی اکانومی کے لیے درست نہیں ہوگا۔ اس لیے ملک کے کسی صوبے میں رہنے والا کوئی بھی باشندہ ہو ہم اس کی مدد کرنا چاہتے ہیں۔

جناب چیئرمین: آپ ذرا یہ پڑھ کر بتائیے، آپ ذرا بل پڑھیں اپنا آرٹیکل ۲ جو ہے۔ اس کا b (2) پڑھ کر حاجی صاحب کو سنائیے

۔ آگے۔۔یو۔۔۱۳۔۔

جناب چیئرمین: آپ ذرا Bill پڑھیں اور اس میں Article 2 کا 2(b) پڑھ کر حاجی صاحب کو سنائیں۔ پہلے آپ Article 157 کا proviso پڑھیں۔ Please read the proviso to Article 157 for the benefit of the House, Haji Adeel sahib and the Leader of the Opposition.

Syed Naveed Qamar: Sir, the proviso is, "Provided that the Federal Government, prior to taking a decision to construct or cause to be constructed, hydro−electric power stations in any province, shall consult the Provincial Government concerned."

جناب چیئرمین: اب آپ اپنا Article 2 کا 2(b) پڑھیے۔ I have just through it.

"In particular and without prejudice to the generality of the following; the PPIB shall"

Have you got your own Bill? The Bill as passed by the National Assembly. آپ یہ پڑھیے۔

Syed Naveed Qamar: Sir, the PPIB shall be independent in the performance of its functions and shall be a body corporate having perpetual succession and a common seal.

جناب چیئرمین: آپ پڑھیں Section 5 of Clause 2.

Syed Naveed Qamar: Sir, "the PPIB shall exercise all powers which shall enable it to effectively perform its functions as specify in sub−Section 2.

جناب چیئرمین: اب آپ sub−Section 2 کا (b) پڑھ لیجیئے۔ پہلے آپ 2 پڑھ لیں۔

Syed Naveed Qamar: Sir, 2(b) is, "PPIB shall consult the concerned provincial Government prior to taking a decision to construct or cause to be constructed a hydro−electric power station in any province and to take the decision on matters pertaining to power projects set up by the province by a private sector or through public−private partnership and other issues pertaining thereto."

جناب چیئرمین: اس میں proviso cover ہو رہا ہے ناں۔ اس لیے میں کہہ رہا تھا کہ حاجی صاحب کو پڑھ کر سنا دیں۔ So, I would like to put the Motion to the House.

Senator Haji Mohammad Adeel: Sir, I oppose it.

جناب والا! جیسا کہ Leader of the Opposition نے تجویز کیا ہے اس کو چند دنوں کے لیے delay کر لیں۔

Mr. Chairman: It has been moved that the Bill to provide for establishment of the Private Power and Infrastructure Board [The Private Power and Infrastructure Board Bill, 2011], as reported by the Standing Committee, be taken into consideration at once.

*(The motion was carried.)*

Mr. Chairman: The Motion is adopted. We may now take up second reading of the Bill, that is, clause by clause consideration of the Bill. Clauses 2 to 4 have no amendments. The question is that Clauses 2 to 4 do form part of the Bill.

*(The motion was carried.)*

Mr. Chairman: Clauses 2 to 4 stand part of the Bill. Now Clause 5. There is an amendment in Clause 5 in the names of Prof. Khurshid Ahmed, Mr. Muhammad Ishaq Dar and Mr. Abdur Rahim Khan Mandokhel. Please move the amendments.

Senator Mohammad Ishaq Dar: Sir, we have agreed to withdraw the amendments.

Mr. Chairman: The amendment stands withdrawn. The question is that Clause 5 do form part of the Bill.

*(The motion was carried.)*

Mr. Chairman: Clause 5 stands part of the Bill. Now Clause 6. There is an amendment in Clause 6 in the names of Prof. Khurshid Ahmed, Mr. Muhammad Ishaq Dar and Mr. Abdur Rahim Khan Mandokhel. Please move the amendment.

Senator Mohammad Ishaq Dar: Sir, I and on behalf of Prof. Khurshid Ahmed and Mr. Abdur Rahim Khan Mandokhel hereby move that in Clause 6 of the Bill, in sub-Clause 1, for paragraph (j) the following be substituted namely;

"one representative each from Gilgit-Baltistan and FATA to be nominated by Chief Minister, Gilgit-Baltistan and Governor, Khyber Pakhtunkha respectively." Sir, shall we go clause by clause?

جناب چیئرمین: جی۔ پھر اس کے بعد ایک ساتھ ہی لے لیں گے۔

Senator Mohammad Ishaq Dar: OK. Second amendment is.......

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: میں اپنا نام اس میں سے withdraw کرنا چاہتا ہوں۔

Mr. Chairman: OK. Mr. Mandokhel is withdrawing his name from the amendment.

Senator Mohammad Ishaq Dar: The next one is, in sub-Clause (1), after paragraph (j), the following new paragraph (k) be added namely;

"one representative from private sector for each province to be nominated by the respective provincial Government."

For sub-Clause 2(e), following be substituted namely; "the Board shall appoint a Secretary to the Board".

In sub-Clause (3), "after the words 'Federal Government', occurring in the first line, the words 'in consultation with the Provincial Governments', be inserted". Sir, we have withdrawn this amendment. Basically there are three amendments in Clause 6, (j), (k) and sub-Clause (2).

Mr. Chairman: Are these three amendments opposed?

Syed Naveed Qamar: Not oppose sir.

Mr. Chairman: No. OK. Now I put all these amendments together to the House.

*(The motion was carried.)*

Mr. Chairman: The amendments as stated above are adopted. Now the question is that Clause 6, as amended, do form part of the Bill?

*(The motion was carried.)*

Mr. Chairman: Clause 6, as amended, stands part of the Bill. There is an amendment to Clause 7.

Senator Mohammad Ishaq Dar: Sir, this had been moved by Prof. Khurshid sahib and he has authorized me to withdraw this amendment as per understanding with Mr. Naveed Qamar.

Mr. Chairman: Amendment in Clause 7, in the name of Prof. Khurshid Ahmed stands withdrawn. The question is that Clause 7 do form part of the Bill?

*(The motion was carried.)*

Mr. Chairman: Clause 7 stands part of the Bill. Now Clause 8 to 13. There are no amendments in Clauses 8 to 13, therefore, I put these clauses together as one question before the House. The question is that Clauses 8 to 13 do form part of the Bill?

*(The motion was carried.)*

Mr. Chairman: Clauses 8 to 13 stand part of the Bill. There is an amendment in Clause 14 in the names of Prof. Khurshid Ahmed, Mr. Muhammad Ishaq Dar and Mr. Abdur Rahim Khan Mandokhel. Please move the amendment. Mr. Mandokhel! are you withdrawing your name?

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: جی جناب۔

Mr. Chairman: Mr. Mandokhel is withdrawing his name from the movers. Now, please move amendment to Clause 14.

Senator Mohammad Ishaq Dar: Mr. Chairman, I beg to move that in Clause 14 of the Bill, in sub−Clause (1), in paragraph (c), after the words ‘PPIB’, occurring at the end, the words, ‘subject to prior approval of the Federal Government’, be added.

Mr. Chairman: Is it opposed?

Syed Naveed Qamar: Not oppose sir.

Mr. Chairman: OK. Now, I put the amendment to the House.

*(The motion was carried.)*

Mr. Chairman: The amendment is adopted. The question is that Clause 14, as amended, do form part of the Bill?

*(The motion was carried.)*

Mr. Chairman: Clause 14, as amended, stands part of the Bill. Clauses 15 to 18. There are no amendments in Clauses 15 to 18, therefore, I put these Clauses together as one question. The question is that Clauses 15 to 18 do form part of the Bill?

*(The motion was carried.)*

Mr. Chairman: Clauses 15 to 18 stands part of the Bill. Clause 19. There is an amendment in Clause 19 in the names of Prof. Khurshid Ahmed, Mr. Muhammad Ishaq Dar and Mr. Abdur Rahim Khan Mandokhel. Mr. Mandokhel is withdrawing his name from this amendment. Mr. Dar, please move the amendment to Clause 19.

Senator Mohammad Ishaq Dar: I beg to move that in Clause 19 of the Bill, after the words, “approved by the Board”, occurring at the end, the words, “from amongst the approved list of Auditor General of Pakistan”, be added.

Mr. Chairman: Is it opposed?

Syed Naveed Qamar: Not oppose sir.

Mr. Chairman: OK. Now, I put the amendment to the House.

*(The motion was carried.)*

Mr. Chairman: The amendment is adopted. The question is that Clause 19, as amended, do form part of the Bill?

*(The motion was carried.)*

Mr. Chairman: Clause 19, as amended, do form part of the Bill……..(Fld…by T14)….

T14–31JAN12 UR/Azhar ER/ZAFAREd./Mohsin ur1 700 PM

Mr. Chairman: The question is that Clause 19 as amended do form part of the Bill?

*(The motion was carried)*

Mr. Chairman: The question is that Clause 20 do form part of the Bill?

*(The motion was carried)*

Mr. Chairman: There is an amendment in the names of Professor Khurshid Ahmed, Mr. Muhammad Ishaq Dar and Mr. Abdul Rahim Khan Mandokhail in Clause 21. Mr. Abdul Rahim Khan Mandokhail is withdrawing the amendment to Clause 21. Mr. Ishaq Dar, please move the amendment.

Senator Muhammad Ishaq Dar: I beg to move that in Clause 21 of the Bill in Sub Clause (1) for the word "CCI" occurring at the end, the words "and both House of Majlis e Shoora (Parliament)" be added.

Mr. Chairman: Minister Sahib, is it opposed?

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: Benefit کے لیے کر لیں۔ انہوں نے Provincial Assemblies کا کہا۔ ان کا وہ کام نہیں
ہے Professor Khurshid Sahib, magnanimously agreed but I think, Majlis e Shoora رہنا چاہیے۔ Sir,
there is a report of PPI which is to be laid in CCI اب میں سمجھتا ہوں کہ اگر پارلیمنٹ یہ legislation کر رہی

ہے تو میں it should have the right of having that copy of the report. So all we are proposing

partial amendment کررہا ہوں۔

Mr. Chairman: Give him a little bit of time to read it.

Senator Muhammad Ishaq Dar: Sir, I repeat my amendment. I beg to move that in Clause 21 of the Bill in Sub Clause (1) for the word “CCI” occurring at the end, the words “and both House of Majlis e Shoora (Parliament)” be added. All I am saying is

کہ CCI کی report Senate and National Assembly میں بھی lay کردی جائے۔

Mr. Chairman: Not opposed. I now put the amendment to the House.

*(The motion was carried)*

Mr. Chairman: The question is that Clause 21 as amended do form part of the Bill?

*(The motion was carried)*

Mr. Chairman: There is no amendment in Clauses 22 to 29. Therefore, I put theses clauses as one question before the House. The question is that Clause 22 to 29 as amended do form part of the Bill?

*(The motion was carried)*

Mr. Chairman: We may now take up Clause (1), the preamble and the title of the Bill. The question is that Clause (1), the preamble and the title do stand part of the Bill.

*(The motion was carried)*

Mr. Chairman: Minister Sahib, please move item No. 5.

Syed Naveed Qamar (Minister for Water and Power): I beg to move that the Bill to provide for establishment of the Private Power and Infrastructure Board [The Private Power and Infrastructure Board Bill, 2011] be passed.

Mr. Chairman: It has been moved that the Bill to provide for establishment of the Private Power and Infrastructure Board [The Private Power and Infrastructure Board Bill, 2011] be passed.

*(The motion was carried)*

جناب چیئرمین: میں نے unanimous نہیں کہا۔ Minister Incharge Prime Minister Secretariat may move item No. 6. جی کیا آپ move کریں گے؟

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: اس میں گزارش یہ ہے کہ we had a discussion. It may be deferred. دو دن کے بعد رکھ لیں۔ ڈار صاحب سے بات ہوئی ہے۔

جناب چیئرمین: دیکھ لیجیے۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: Sir, we appreciate the Committee یہ کمیٹی کے پاس کافی دیر سے ہے اور انہوں نے چھ meetings کی ہیں۔ وہی بات آجاتی ہے کہ اگر members might come up with some positive suggestion چونکہ جناب! یہ سینیٹ میں ہی آیا ہے، نیشنل اسمبلی سے بھی نہیں آیا اور جو amendments کرنے جا رہے ہیں، کمیٹی نے بھی اس کو as such جو proposed تھا، اس کو نہیں کیا تو amendments تو ہونے جا رہی ہیں۔ سو اگر اور value addition ہو جائے، دو دن لوگوں کو دے دیں۔

جناب چیئرمین: کس دن رکھ لیا جائے؟ بتا دیجیے۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: Monday کو رکھ دیں۔ Tuesday کو رکھ دیں۔ Tuesday کو پاس کروا لیں۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: Friday تک اس کو رکھ لیں۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جناب! یہ اتنا موٹا بل ہے۔ اس کو دیکھنا ہے۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: ڈار صاحب کہتے ہیں تو منگل کو رکھ لیں۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: یہ منگل کو پھر pass ہو جائے گا۔

جناب چیئرمین: Deferred to 07th Feburary, 2012. پروفیسر خورشید صاحب کا Call Attention Notice ہے۔ اسے defer کرنا ہے یا بات کرنی ہے۔ There is a Call Attention Notice. Minister for Communication ہیں۔ منسٹر صاحب! آپ respond کریں گے۔ ٹھیک ہے۔ There is a Call Attention Notice at Sr. No. 8 in the names of Senator Professor Khurshid Ahmed, Senator Professor Muhammad Ibrahim Khan and Senator Mst. Afia Zia.

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین! ہم سینیٹ کے قواعد و ضوابط مجریہ ۱۹۸۸ء کے قاعدہ ۵۹ کے تحت ایوان کی توجہ ایک اہم معاملے کی طرف دلوانا چاہتے ہیں جو کہ چکدرہ کے مقام پر ضلع دیر کو ملانے والے رابطہ پل کی عدم تعمیر سے متعلق ہے۔ جناب چیئرمین! مالاکنڈ ایجنسی کے علاقے چکدرہ میں ضلع دیر کو ملانے والا رابطہ پل گزشتہ تباہ کن سیلاب کے نتیجے میں بہہ گیا تھا جس کی تاحال دوبارہ مرمت نہیں کی گئی۔ عارضی طور پر انتظام کیا گیا ہے تاہم مذکورہ پل کی باقاعدہ تعمیر ناگزیر ہے۔ ایوان سے استدعا ہے کہ وہ اس کا نوٹس لے۔ جناب چیئرمین! اس پل پر ضلع دیر پائین، ضلع دیر بالا، ضلع چترال اور باجوڑ ایجنسی کی ٹریفک ہوتی ہے۔ بٹ خیلہ اس علاقے کا اہم تجارتی مرکز ہے اور پورے علاقے کا اس کے ساتھ تجارتی رابطہ ہے۔ اس پل پر ٹریفک کا بہت رش ہوتا ہے۔ ڈیڑھ سال سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے کہ پل بہہ گیا تھا۔ اس پر عارضی تعمیر تو ہو گئی ہے۔ اس پر ایک طرف سے ٹریفک چل سکتی ہے۔ پرانا پل، جس کو دوبارہ ٹریفک کے لیے کھول دیا گیا۔ چھوٹی گاڑیاں اس پر سے گزر سکتی ہیں لیکن بھاری گاڑیوں کو دونوں اطراف میں قطار میں انتظار کرنا پڑتا ہے۔ ڈیڑھ سال کا عرصہ بہت لمبا عرصہ ہے۔ ابھی تک اس پر کام بھی شروع نہیں ہوا۔ اس لیے آپ کی وساطت سے ہماری استدعا ہے اور ہم حکومت کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتے ہیں کہ فی الفور اس پل پر کام شروع کیا جائے اور اسے دوبارہ مکمل طور پر تعمیر کر کے علاقے کے عوام کو سہولت فراہم کی جائے۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: جی منسٹر صاحب۔ Under Rule 59, Call Attention Notice پر discussion نہیں ہوتی and Zahid Sahib, please don't ask me to violate the rules. Thank you.

جناب ریاض حسین پیرزادہ: شکریہ جناب چیئرمین۔ Honourable Member نے خود ہی بتایا ہے کہ وہاں عارضی طور پر انتظام ہو گیا ہے۔ جب دریائے سوات میں grand flood آیا تو تقریباً ۹۰ میٹر یہ پل بہہ گیا تھا۔ یہ پل N 95 Bridge کہلاتا ہے۔ یہ

چار bridges National Highway کے پاس ہیں۔ باقی چھ پل صوبائی حکومت کے پاس ہیں۔ انہوں نے سات اگست کو چھوٹے پل کو، جس پر لوگوں کی آمد و رفت ہو سکتی تھی، rehabilitate کر دیا گیا تھا اور 9th کو ایک پرانا bridge، جس کی یہ بات کر رہے ہیں کہ بہت تنگ ہے، belly construction جو فوجی طریقے سے کی جاتی ہے، لوہے سے bridge بنایا جاتا ہے، وہ وہاں پر install کر کے لوگوں کے لیے آنے جانے کی سہولت دے دی گئی تھی لیکن یہاں پر نئے پل کی ضرورت ہے۔ جناب چیئرمین! چکدرہ کے اس پل کو finance کرنے کے لیے ADB agree کر گیا ہے۔ Honourable Senator نے جن اضلاع کی تکالیف بیان کی ہیں، حکومت نے اس کے لیے ADB سے رابطہ کیا اور اس کے لیے قرضہ منظور ہوا ADB loan No. 2742 Pak, کے ساتھ اور اس project کی cost 3 phases میں calculate کی گئی ہے۔ ایک Phase 1. Rehabilitation of existing bridge ہے، اس کے لیے Rupee 76.59 million منظور ہوئے ہیں۔ Phase 2 کے لیے Construction of new bridge اس کے لیے 230.72 million نئے پل کے لیے ADB دینے پر تیار ہوا ہے اور protection of work for both bridges جو دونوں already کام کر رہے ہیں---(جاری)

T15-31JAN2012---ASHFAQ/ED.ALTAF---UR5---7.10PM

جاری------میاں ریاض حسین پیرزادہ-----

دونوں already کام کر رہے رہی ہیں، ان کی protection کے لیے جو بند بننے ہیں اور safety measures ہونے ہیں، اس کے لیے 40.69 million پیسے آئے ہیں تو the project is under procurement phase اور جو nitty gritty bank اور محکمے کے درمیان بات ہونی ہے، notice of inviting tender دینا ہے۔ یہ ADB کو December 2011 کو put up کر دیا گیا تھا لیکن انہوں نے اس پر کچھ observations دی تھیں، اس کے بعد محکمے نے draft bid چکدرہ bridge کے لیے تیار کر کے ADB کے ساتھ ان کے review and concurrence کے لیے November 25th کو move کیا جو ADB in response نے جو observations لگائی تھیں، انہوں نے 4 observations لگائی تھیں، اگر یہ اس میں ڈال دی جائیں تو وہ پیسا release کر دیں گے۔ اس میں premium some provisional جو خاص allocation کسی کے لیے کر دی جاتی ہے اور اس کے لیے جو خرچہ آتا ہے، اس کو نکال کر باقی جو ہو گا، اس پر جو شرائط تھیں، وہ طے ہو گئی ہیں، interim payment of IPC, minimum amount

کی شرائط Interest on delayed payment دی جائے گی۔ 3% payment اس کی bill ہوتا ہے، جو اصل certificate 3%

بھی طے ہو گئی ہیں، time period for termination of notice انہوں نے 52 days کا طے کیا ہے جو کہ پہلے 30 days کا تھا

اور ADB and NHA اس agreement پر پہنچ چکے ہیں کہ tender notice publish کر دیا جائے، daily newspapers میں

within this week up to 3rd February 2012 کو tender notice دے دیا جائے گا اور procurement process

یہ سارا will be completed and attentively contractor will be mobilized by 21st March, process

21st March تک mobilization کے لیے تیار ہو جائے گا۔ Contract period of the project کے لیے 18 ماہ کا وقت دیا گیا

ہے، یہ وقت اس کی completion کے لیے دیا گیا ہے، میرا خیال ہے کہ NHA نے اس علاقے کے تکلیف کو دیکھتے ہوئے اور جس طرح

honourable Senators worried تھے اور ہونا بھی چاہئیے کیونکہ یہ ہمارا بہت اہم علاقہ ہے اور flood کی وجہ سے یہاں پر تباہی آئی

ہے، حکومت بلکہ NHA نے بڑا creditable کام کیا ہے۔ NHA کے وزیر بھی پختونخوا سے ہیں، ان کی ذاتی توجہ ہے اور چیئرمین NHA

نے کوشش کی ہے اور انشاء اللہ یہ 18 ماہ کے اندر اندر تیار ہو جائے گا اور ADB پیسا release کر دے گی۔

**جناب چیئرمین:** آپ کا بہت شکریہ۔ اب points of order کو چھوڑ دیں کیونکہ آپ کے مہمان آنے والے ہوں گے، آپ

کل points of order کر لیں۔ زاہد خان صاحب! کیا غلط بیانی کی گئی ہے؟

**سینیٹر محمد زاہد خان:** یہ جو ابھی وزیر صاحب نے بات کی ہے۔

**جناب چیئرمین:** یہ call attention notice تھا، اس پر discussion نہیں ہو سکتی۔ Points of order

business of the House پر ہوتا ہے، stricto speaking, ہم آپ کو اجازت دیتے ہیں۔

**سینیٹر محمد زاہد خان:** آپ ہمارے honourable Chairman ہیں اور پروفیسر ابراہیم صاحب نے جو بات کی ہے۔

آپ یقین کریں، اس میں total غلط بیانی کی گئی ہے، اس کمیٹی کا ممبر ہوں، میری کل بھی NHA میں meeting ہوئی ہے، میں پرانی

بات نہیں کر رہا ہوں۔ جناب چیئرمین! یہ bridge جولائی 2010 میں ٹوٹ گیا تھا، ہمیں کیا problem ہے، میں اس ضلع سے تعلق رکھتا

ہوں۔ ہمارے ہاں load shedding ہے، ہم transformers cross نہیں کرا سکتے کہ ہم WAPDA سے transformers لے

لیں اور ان کو cross کرائیں اور ادھر لگ جائیں۔ ہمارے ہاں gas کی pipeline نہیں جا سکتی، cement اور غلہ بہت مہنگے داموں پر جاتا ہے، اس کی ذمہ دار National Highway Authority ہے۔ جناب! دو سال ہو گئے ہیں، اس bridge کے لیے 80 million روپے رکھتے ہیں، زیادہ نہیں رکھتے، 80 million روپے ملتان میں لگ سکتے ہیں تو کیا آپ 80 million bridge کے لیے نہیں دے سکتے کہ اس bridge کو بنا دیں، جو عوام کے ساتھ کر رہے ہیں، وہ ظلم نہیں ہے۔ آپ کو وہاں پر already law and order کا مسئلہ ہے، جناب! یہ bridge کے بارے میں غلط بیانی سے کام لیا جا رہا ہے، جناب! میں آپ سے کہتا ہوں کہ اگر مارچ میں کام شروع ہو گیا تو میں استعفیٰ دے دوں گا ورنہ Minister صاحب استعفیٰ دے دیں کیونکہ ان کی اب بھی ADB والوں سے بات چل رہی ہے اور ADB والے روز نقطے نکالتے ہیں اور یہ کبھی ہو بھی نہیں سکتا ہے۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے، آپ کا موقف آ گیا ہے۔

سینیٹر محمد زاہد خان: جناب! یہ ناانصافی ہے کہ غلط بیانی سے کام لیا جا رہا ہے۔

جناب چیئرمین: زاہد صاحب! آپ کا شکریہ، آپ کا موقف آ گیا ہے، جی ٹھیک ہے۔ جی چٹھہ صاحب۔

سینیٹر نعیم حسین چٹھہ: جناب چیئرمین! یہ ایک بڑا public importance کا اہم point of order ہے جس پر میں بات کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت ملک میں جو سب سے زیادہ serious بحران ہے، وہ lack of electricity and energy ہے تو اس نے کئی اور بحرانوں کو جنم دیا ہے، بے روزگاری ہے، صنعتیں بند ہو گئی ہیں، سب ہو گیا ہے۔ میں پچھلے دنوں پڑھ رہا تھا کہ ہمارے ملک کے ممتاز سائنسدان ڈاکٹر ثمر مبارک صاحب نے تھر کول میں ایک project شروع کیا ہے، وہاں پر بجلی، ڈیزل اور گیس بھی بنے گی، میں نے کل یا پرسوں اخبار میں پڑھا کہ Government نے دو، تین قسطیں دیں اور project شروع کرایا، اس کا نتیجہ fruitful آ رہا ہے، مگر شومئی قسمت یہ ہے کہ وہ ان کو آخری قسط release نہیں کر رہے تو اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ اس کے لیے جتنی research اور کام ہوا ہے، سارا zero point پر دھڑام سے گر جائے گا۔ میں آپ کی وساطت سے Government کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ اتنا اہم معاملہ ہے اور ایک اتنا senior، محنتی اور قابل بندہ اس project کو انجام تک پہنچا رہا ہے، باقی اپنے اللے تللے کام چھوڑ کر ان کو آخری قسط دیں تا کہ پچھلی

ساری investment ضائع نہ ہو اور ان کی research ملک کے کام آسکے جس کی اشد ضرورت ہے۔ ہمیں اس لحاظ سے کوئی کوتاہی اور سستی نہیں کرنی چاہئیے، ان کی فی الفور آخری قسط release کی جائے تا کہ وہ اس کو منطقی انجام تک پہنچا سکیں۔

**جناب چیئرمین:** آپ کا شکریہ۔ مولانا گل نصیب صاحب۔

**سینیٹر مولانا گل نصیب خان:** شکریہ، جناب چیئرمین! میں ایک انتہائی اہم مسئلہ کی طرف ایوان اور آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ Pakistan Tourism Development Corporation جو Ministry of Tourism کے زیر اہتمام ہے۔ تقریباً آٹھ مہینوں سے ان لوگوں کی تنخواہیں بند ہیں، اس میں permanent لوگ بھی ہیں، daily wages پر بھی لوگ ہیں اور contract پر بھی ہیں۔ اس کا ایک طریقہ کار یہ بھی ہوتا تھا کہ daily wages والوں کو تین letters مل جائیں، ان کو permanent کیا جاتا تھا، وہ کام بھی رکا ہوا ہے اور ان کی تنخواہیں بھی رکی ہوئی ہیں۔ اٹھارھویں ترمیم کے بعد یہ صوبوں کے حوالے کیا گیا، اب صوبائی حکومت خاموش ہے اور مرکزی حکومت بھی خاموش ہے، تقریباً آٹھ مہینوں سے ان بےچاروں کی تنخواہیں بند ہیں۔ میں گزارش کرتا ہوں کہ ان مظلوموں کے خاندانوں پر فاقہ کشی کا عالم ہے، ان کی طرف توجہ دی جائے اور ان کی تنخواہیں دی جائیں۔

**جناب چیئرمین:** ٹھیک ہے، آپ کا شکریہ۔

The House stands adjourned to meet again on Wednesday the 1st February, 2012 at 4.00 p.m.

---

*[The House was then adjourned to meet again on Wednesday the 1st February, 2012 at 4.00 p.m.]*

---